1003

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،22۔جون2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"ضمنی بجٹ برائے سال 12-2011 پر عام

بحث"

1005

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،22۔جون2012

(یوم الجمع،یکم شعبان المعظم1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر 28منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي
الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي
ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا
يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (55)
وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (56)
لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ وَلَبِئْسَ
الْمَصِيْرُ (57)

سورۃ النّور آیات 55تا57

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنادے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بدکردار ہیں(55) اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور پیغمبرؐ خدا کے فرمان پر چلتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے(56) اور ایسا خیال نہ کرنا کہ کافر لوگ غالب آجائیں گے (وہ جا ہی کہاں سکتے ہیں) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے(57)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

اللہ کی رحمت کا وہ حقدار نہیں ہے
سلطان مدینہ سے جسے پیار نہیں ہے
انمول وہ ہوجاتا ہے بازار نبیؐ میں
جس دِل کا زمانے میں خریدار نہیں ہے
رکھی ہے خدا نے جو پسینے میں نبیؐ کے
دنیا کی کسی شے میں وہ مہکار نہیں ہے
لائے گا جو سرکارؐ کی سنت کو عمل میں
اس کے لئے رستہ کوئی دشوار نہیں ہے
سرور کی نظر آپؐ کی رحمت پہ لگی ہے
دامن میں عمل کوئی بھی سرکار نہیں ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں اور یہ تحریک استحقاق نمبر 16 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان کی طرف سے ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

چودھری ظہیر الدین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

ایوان میں ہونے والے ناخوشگوار واقعہ پر معزز ممبران اسمبلی کا اظہار خیال

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں آپ کا خصوصاً مشکور ہوں کہ آپ ہمارے ممبران کو اور دوسرے ممبران کو بھی بات کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ دو دن سے یہاں پر ایک کشیدگی اور ناخوشگوار صورتحال چل رہی ہے۔ مجھے آپ کے منصب اور حکومتی دباؤ کا بہت زیادہ خیال ہے۔ میں چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے ایوان کا ماحول بہتر کرنے میں بہتری ہوگی۔ (شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, order. Let me listen.

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں، مجھے علم ہے کہ آپ اپنی منصفانہ طبیعت کے مطابق انصاف فرماتے ہیں لیکن کچھ معاملات انصاف طلب رہ جاتے ہیں جن کے لئے سائل کو آنا پڑتا ہے اور جب تک آپ سائل کی نہ سنیں گے تو شاید آپ کی اس طرف توجہ بھی نہ آئے۔ یہاں ایوان میں جو کہ لاء منسٹر صاحب حکومتی معاملات کے انچارج ہوتے ہیں آپ ان کو سمجھا بھی سکتے ہیں، آپ اکثر ان کو اپنی تجاویز بھی دیتے ہیں اور منوا بھی لیتے ہیں۔ جیسا کہ یہ بات عام ہے کہ یہ جو ساری دنیا کے اندر democratic Houses ہیں۔ These Houses are gold by precedents and traditions. اور میں یہاں پر آپ ہی کی precedent کی بات کروں گا جس کے برعکس کل باتیں ہوئی ہیں۔ جب پچھلے دنوں اس وقت تشریف فرما ہمارے معزز وزیر چودھری عبدالغفور صاحب اور ہماری معزز ممبر بشریٰ نواز گردیزی کے درمیان ایک معاملہ ہوا اور ہم نے اس معاملے کو آپ پر چھوڑا اور اس کو اس طرح کی صورتحال میں تبدیل ہونے سے پہلے جو کہ کل اور پرسوں ہوا ہم نے کہا کہ آپ کی منصفانہ طبیعت کا اس پر reaction یعنی اس کا عکس دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فیصلہ فرمایا کہ ایوان کے مطابق دونوں کی زیادتی ہے اور جس کی زیادتی زیادہ ہے اس کو زیادہ سزا ملے گی اور جس کی زیادتی کم ہے اس کو کم سزا ملے گی۔ یہ آپ کی منصفانہ رائے تھی اور مشاورت تھی جس

میں of course لاء منسٹر بھی شامل ہوں گے۔ اس وقت آپ نے سات دن کے لئے معزز وزیر چوہدری عبدالغفور صاحب کو debar کیا اور ایک دن کے لئے بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کو debar کیا لیکن جو پرسوں یہاں پر واقعہ ہوا، وہ ایک main peak پر جانے والا واقعہ تھا اور وہ ایک تسلسل تھا، ایک نہایت ہی گھٹیا بات سے جو کہ عبدالرزاق ڈھلوں صاحب نے شروع کی۔ ابھی وہ سلسلہ چل رہا تھا، اس کا reaction آرہا تھا اور خواتین اپنی عزت کے تحفظ کے لئے demand کر رہی تھیں کہ یہ بات جو آپ ہم سے کسی غیر محرم مرد کے ساتھ منسوب کر رہے ہیں تو کیا آپ سڑک پر کھڑے ہو کر کسی lady کو کہہ سکتے ہیں؟ ان خواتین نے یہ کہا تھا کہ آپ کو یہ تحفظ حاصل ہے، اس ایوان کا تحفظ حاصل ہے اور آپ پر حکومت کا سایہ ہے اس وجہ سے معزز خواتین جو کہ یہاں پر چنی گئی خواتین ہیں اور تقریباً 67 خواتین یہاں پر آتی ہیں۔ ہم ڈھلوں صاحب کو کہہ رہے تھے کہ آپ نے ان کو ایک نامحرم اور غیر مرد کے ساتھ ایک غیر اخلاقی طور پر منسوب کیا ہے۔ ابھی یہ سلسلہ چل رہا تھا اور اس پر ہم اپنا احتجاج کر رہے تھے کہ جناب موصوف، میں نہیں سمجھتا تھا اور میں کبھی ان کے بارے میں بات بھی کرنا نہیں چاہتا لیکن چونکہ یہ بات ہو گئی اس لئے مجھے کرنا پڑے گی انہوں نے ایسی باتیں کی ہیں جس سے ہمارا حکومتی یا اس فیصلہ سے تو دل ٹھنڈا نہیں ہوا لیکن ہم میڈیا کی طرف سے بہت خوش ہیں۔ جن میں print اور electronic media جس طریقے سے ان کو رگیدا ہے، جس طریقے سے ان کو انہوں نے کہا ہے کہ It is unbecoming of a gentleman اس سے ہمیں کم از کم یہ محسوس ہوا ہے کہ میڈیا کی طائرانہ نہیں بلکہ معاملات پر گہری نظر ہوتی ہے اور ہمیں میڈیا کی طرف سے سکون ملا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں میڈیا کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے خواتین کی redressal کے لئے ان کلمات کو یہاں تک کہا بلکہ ایک پروگرام حسب حال میں کہا گیا یہ بات دہرانا بھی شرفاء کے لئے ٹھیک نہیں ہے۔ اس کے بعد چونکہ ماحول زیادہ خراب ہو رہا تھا، ہم نے آپ کو معروضات پیش کیں۔ آپ نے جو کل order پاس کیا ہے وہ order میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ وہ order جب ہمیں ملا ہے تو ہم نے 12 بج کر 55 منٹ پر receive کر کے اس پر ٹائم لکھا ہے جبکہ ہماری معزز ممبر کو صبح ہی باہر روک لیا گیا۔ ہم ایسے نہیں ہیں کہ آپ کے حکم کی تعمیل نہ کریں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ ہمیں حکم کر دیں تو ہم resign کر دیں گے اور آپ ہمارا test لے کر دیکھ لیجئے گا۔ آپ ہمیں کسی وجہ سے یہ کہہ دیں تو ہم یہاں سے چلے جائیں گے لیکن یہ طریق کار ٹھیک نہیں ہے۔ ایک خاتون یا کوئی معزز ممبر

بھی اپوزیشن چیمبر تک جانے کا استحقاق رکھتا ہے لیکن اسے ایوان کے اندر آنے سے debar کیا گیا۔ ایک عام آدمی یعنی visitor بھی آ سکتا ہے، چلیں! یہ بھی جو ہوا، پتا نہیں کسی بہتری کے لئے ہوا یا پنجابی میں کہتے ہیں کسی سیانے نے یہ مشورہ دیا ہو گا یا کسی نے کہا ہو گا کہ اندر نہ آنے دیا جائے لیکن اگر اس معزز ممبر سیمل کامران صاحبہ کو ایک telephonic message دے دیا جاتا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ یہاں پر کبھی نہ آتی۔ وہ باہر آئی تھی، ان کو کچھ پتا نہیں تھا اور ان کو یہ message بھی receive نہیں ہوا تھا بلکہ وہ اندھیرے میں تھی کہ مجھے کیوں روکا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ معزز سپیکر مجھے کہہ دیتے تو میں نہ آتی اور میں یقین دلاتا ہوں کہ میری ساتھی میرے ساتھ کام کرنے والی ٹیم کی جو خواتین ہیں۔ they are open to the reason ہماری reasonable بات کو وہ مانتی ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: ہمیں پتا ہے کہ کس طرح آپ کی بات کو مانتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ لوگ آرام سے بیٹھیں، میں جواب دوں گا۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ایک تو میں نے آپ کو ٹائم بتا دیا کہ 12 بج کر 55 منٹ پر ہمیں یہ message receive ہوا تھا لیکن ان کو اس سے بہت زیادہ پہلے روکا گیا اور ان کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی جس کی میں مذمت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس پر نظر ثانی کیجئے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ آپ ایسا کریں گے۔ جنہوں نے زیادتی کی تھی ان کو زیادہ سزا دیجئے اور اپنے فیصلے پر نظر ثانی کیجئے جس طرح کل آپ نے ایک corrigendum کی، آپ نے اپنے فیصلے میں ہماری ایک اور خاتون معزز ممبر جسے میں تو اپنی بہن کہوں گا نسیم خواجہ صاحبہ کو شامل کیا۔ اس طرح آپ ڈھلوں صاحب کو بھی شامل کریں جن کی وجہ سے یہ معاملہ شروع ہوا۔ ان کے اتنے ہی غلیظ الفاظ تھے جتنے کہ جناب شیخ علاؤالدین صاحب کے تھے، جب تک آپ ان کو شامل نہیں کریں گے، یہ ایک trouble creating team کے طور پر سامنے لائے گئے ہیں، یہ آپ کے لئے نہیں بلکہ ایوان کے لئے trouble create کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں چند خدشات ہیں جو میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ اگر یہاں پر لاء منسٹر صاحب ہوتے تو میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر سے address کر کے وزیر اعلیٰ صاحب تک بات پہنچانا چاہتا ہوں چونکہ آج کچھ اور کابینہ کے معزز حضرات تشریف فرما ہیں اور میرے دل میں ان کی بہت قدر و منزلت ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ممبران خصوصاً

ladies members کو یہ خدشہ ہے کہ ہمیں حکومتی ہتھکنڈوں کے ذریعے بہت پریشان کیا جائے گا جس کے لئے ہم آپ کے پاس یقیناً آئیں گے اور اگر ہمیں آپ کے پاس سے redressal نہ ملی تو پھر ہمارے پاس ایک آخری hope جو دیا جل رہا ہے وہ ایک آزاد عدلیہ ہے اور ہم عدلیہ میں جائیں گے یقیناً ہمیں وہاں سے ریلیف ملے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ثمینہ خاور حیات کو خدشہ ہے کہ اس کے ہوٹل بزنس، ٹرانسپورٹ بزنس اور پٹرول بزنس جو کہ پنجاب حکومت کے دائرہ کار میں آتے ہیں جس کی وجہ سے وہ وہاں پر disturb ہوں گی اور وہ کہتی ہیں کہ مجھے تنگ کیا جائے گا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: پلیز آرڈر! مجھے ان کی بات سننے دیں۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! سیمل کامران اور میری دوسری ساتھیوں کو اپنی عزت کا خطرہ ہے۔ میں یہ آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ اپنی طرح سے حکومت سے کہیں کیونکہ آپ ہمارے Custodian of the House ہیں، آپ ہماری عزتوں کے رکھوالے ہیں۔ ہم آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ پیشتر اس کے کہ عدلیہ میں جائیں ہمیں آپ سے انصاف چاہئے اور میں بڑے دکھ سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Please no cross talk.

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ مولوی نوید انجم پھر سے آوازے کس رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ آوازے کسیں گے تو پھر بات ٹھیک نہیں ہو گی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ہم نے تو کچھ نہیں کہا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، This I tell you. جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! چھوٹی سی اپوزیشن جو کہ اپنی طرف سے انہوں نے تجاویز دینی ہوتی ہیں اور یہاں پر ہم کوئی ایسا فقرہ یا کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کرتے جو کچھ لوگوں کی طبیعت پر ناگوار گزرتا ہو لیکن کچھ لفظ لاء منسٹر صاحب پارلیمانی لفظ declare کر چکے ہیں ہم ان پر بھی نظر ثانی کرنے کے لئے کہیں گے اور بات کریں گے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم یہاں پر اپنی تجاویز دینا چاہتے تھے اور حکومت کو یہ کہنا چاہتے تھے کہ آپ نے 57۔ ارب 14 کروڑ اور 66 لاکھ روپے کا ایک زائد بجٹ لیا ہے، تعلیم کا پورا بجٹ خرچ ہوا نہ ہیلتھ کا پورا بجٹ خرچ ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: اس کو بحث میں لیتے ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ ہم اس پر بہت سیر حاصل گفتگو کرنا چاہتے تھے لیکن یہاں پر ایسا ماحول پیدا کیا ہوا ہے کہ دلوں پر حکومت کرنے کی بجائے دلوں میں خوف پیدا کر کے حکومت کی جائے بلکہ دلوں پر راج کر کے حکومت کرنی چاہئے۔ میں اپنی ٹیم کے ساتھ اس non conducive condition کے اندر کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں، میں نے اپنے مطالبات پیش کئے ہیں کہ زیادہ جرم کرنے والے کو زیادہ سزا دی جائے جب تک اس پر عمل نہیں کیا جاتا تو ہم دو دن کے لئے ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران مسلم لیگ (ق) دو دن کے لئے ایوان سے ٹوکن واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! مناسب نہیں ہے۔ اب بات تو سُن لیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جہاں تک اس کا انہوں نے ذکر کیا۔۔۔

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مجھے بات کرنے دیں۔ جن باتوں کا چودھری صاحب نے ذکر کیا ہے میں یقین سے کہتا ہوں۔۔۔

محترمہ محمودہ چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جب سپیکر بول رہا ہو تو آپ مہربانی کیا کریں، ایسے مت کیا کریں۔ چودھری صاحب! میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ جو بات آپ نے فرمائی ہے کسی کا نام لے کر میں نے وہ بات یقیناً نہیں سُنی، نہیں سُنی، میں آپ کو کہہ رہا ہوں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: وہ ابھی یہیں ہیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ میں نے وہ بات نہیں سُنی اس کے باوجود جب مجھے یہ پتا چلا کہ کوئی ایسی بات ہوئی ہے تو میں نے یہ کہا ہے کہ اگر کوئی غلط الفاظ ہیں تو فوری طور پر ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے اور اس کے بعد جو معاملات یہاں چلے جس طرح سے اس ایوان کے تقدس کو پامال کیا گیا کل بھی اور پرسوں بھی تو اس میں، میں کیا کرتا؟ میں نے کوئی خوشی سے یہ فیصلے نہیں کئے بلکہ میں نے مجبوراً یہ فیصلے کئے ہیں۔ جس کے لئے میں آپ سب سے دونوں طرف کے

صاحبان سے التماس کرتا ہوں کہ خدارا! ایک دوسرے کی قیادت کو بُرا نہ کہئے گا۔ایک دوسرے ساتھی پر personally کوئی ایسا attack نہ کیجئے گا جس سے اس کی دِل آزاری ہوتی ہو،اس ایوان کے تقدس کو پامال کرنے سے آپ کا اپنا وقار ختم ہوتا ہے مہربانی فرما کر ایسی حرکات نہ کریں،اِدھر سے نہ اُدھر سے اور جب سپیکر بول رہا ہو یا جس کو میں نے mike دیا ہو اس وقت بالکل interruption نہ کی جائے۔بہت مہربانی

محترمہ انجم صفدر: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ محمودہ چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: میں Chair کی اجازت سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ ایک کمیٹی بھیجیں Honourable Deputy Opposition Leader نے ٹوکن واک آؤٹ کی بات کی ہے۔اس کا مطلب ہے کہ اگر آپ ذمہ داران کو بھیجیں وہ ان سے بات کریں تو وہ واپس آنے کے لئے انشاء اللہ ضرور تیار ہو جائیں گے لیکن بات وہی ہے کہ قومی اسمبلی کے اندر پوری پلاننگ کے ساتھ حالات کو خراب کیا گیا تھا جس کے جواب میں اپوزیشن نے یہاں پر حالات کو ٹھیک کرنے کی کوشش کی لیکن رانا ثناء اللہ ان حالات کو یہاں پر برباد کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں ان کی پلاننگ تھی کہ اس ایوان کو بھی برباد کریں گے۔قومی اسمبلی کے protest کو ہم نے برداشت کیا اور ہم نے یہاں کے ماحول کو ٹھیک کرنے کی پوری تگ ودو کی۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی،اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ محمودہ چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مجھے ان کا جواب لینے دیں۔جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب! Privilege Motion کا جواب دیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! ان کا حق ہے انہیں بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بیٹھیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! ہمیں بات کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر 16/2012 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان صاحب کی ہے۔ اس کا جواب جو ہے---

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! پہلے ان کو بات کرنے دیں پھر جواب لیں۔

جناب سپیکر: اُن کو بات کرنے دیں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! پلیز ایک بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: مجھے تحریک استحقاق کا جواب لینے دیں۔

محترمہ انجم صفدر: ہمیں ٹائم دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! پلیز! ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: مجھے اس کا جواب لینے دیں اس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

سوزوکی کارپوریشن کے اہلکاروں کی معزز ممبر اسمبلی سے غلط بیانی اور گمراہ کن اطلاعات

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق نمبر 16/2012 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان صاحب کی ہے۔ چونکہ اس تحریک کا تعلق وفاق سے پایا جاتا ہے محکمہ ہذا نے تحریک استحقاق نمبر 16/2012 کی کاپی متعلقہ وفاقی وزارت کو ضروری کارروائی کے لئے بھیج دی ہے اگر کرنل صاحب چاہتے ہیں کہ ہم نے Government of

the Punjab, Ministry of Commerce and Investment Department کو letter لکھا ہے جو لاء ڈیپارٹمنٹ کو بھی آیا اور Secretary, Ministry of Industries, Production and Special Initiative Government of the Pakistan, Islamabad کو بھی کیونکہ یہ سارے allegation ان کے متعلق تھے لہذا یہ ان کو ضروری کارروائی کے لئے بھیجی ہے ابھی تک وہاں سے جواب نہیں آیا جبکہ ہم نے ان کو لکھا ہے کہ This is the most urgent.

جناب سپیکر: کیا کر دیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ہم نے لکھا ہے کہ most urgent ہے جو کرنل صاحب نے تحریک استحقاق دی ہے جب تک اس کا جواب وفاق سے نہیں آتا اس وقت تک ہم اس کا جواب نہیں دے سکتے لیکن ہم نے جو اپنی کارروائی کی ہے یہ میرے پاس ہے اس کو ہم نے فیڈرل ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دیا ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ کیا suggest کرتے ہیں، کیا کرنا چاہئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اگر یہ press کرنا چاہتے ہیں تو ان کی مرضی ہے، میں چاہتا ہوں جب تک اس کا جواب نہیں آتا اس کو next session تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اگر چھ مہینے تک جواب نہ دیں تو؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): اگر فیڈرل ڈیپارٹمنٹ والے چھ مہینے تک جواب نہیں دیتے تو ہم اس کے بھی ذمہ دار نہیں ہیں۔ ہم نے ان کو letter لکھا ہے یہ میرے پاس ہے۔ یہ 14-06-2012 کو letter لکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ بتائیں کہ ان کو کیا کرنا چاہئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں کرنل صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس تحریک استحقاق کو واپس لے لیں جب اس کا جواب آئے گا اس کو دوبارہ press کر لیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کا کیا مطلب ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کا جواب فیڈرل ڈیپارٹمنٹ نے دینا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، جیسے آپ فیصلہ کرتے ہیں مجھے منظور ہے۔

جناب سپیکر: اگر اسے کمیٹی میں بھیج دیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! چونکہ یہ فیڈرل ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہے ان کو ہم نے letters لکھے ہیں We are waiting for the answer.

جناب سپیکر: چلیں! اس کو pending کر لیتے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: letter کب لکھا ہے، کس تاریخ کو لکھا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): ہم نے 12-06-14 کو لیٹر لکھا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: اور آج 21 تاریخ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): نہیں، آج 22 تاریخ ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: سات دن تو ہو گئے ہیں، دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: اس کو next session تک کے لئے pending کر دیتے ہیں۔

محترمہ محمودہ چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی، محمودہ چیمہ صاحبہ!

ایوان میں ہونے والے ناخوشگوار واقعہ پر معزز ممبران اسمبلی کا اظہار خیال

(---جاری)

محترمہ محمودہ چیمہ: جناب سپیکر! میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ کل جو کچھ بھی ایوان میں ہوا وہ قابل افسوس بھی ہے اور قابل مذمت بھی لیکن اس کے لئے گزارش یہ ہے کہ جب کل دوبارہ ہنگامہ ہوا تو اس وقت میں نے اپنی عمر اور اپنا درجہ اور سب کچھ دیکھتے ہوئے جا کر ایک، ایک اپوزیشن ممبر آمنہ الفت اور سب کی منتیں کیں اور ہاتھ جوڑے کہ پلیز ان کو کچھ سمجھاؤ۔ اسی دوران میری عینک بھی گر گئی، میرا دوپٹہ بھی چھینا گیا اور اس دوران مجھے اتنا پریشان کیا گیا کہ میں برداشت نہیں کر سکتی تھی میں صرف یہ گزارش کرنا چاہ رہی ہوں کہ میری عمر کے ناتے سے بھی میرا لحاظ نہیں کیا گیا بجائے میں کچھ کرنے آئی آپ پوچھ سکتے ہیں کہ میں سب کے آگے ہاتھ جوڑتی رہی۔ دیکھیں حوصلہ کریں اور ان کو سمجھائیں لیکن آخر میں یہ ہوا کہ بجائے میری بات سُننے کے مجھے گھسیٹا گیا، میں ہاتھ پاؤں مارتی رہی اسی دوران سب کچھ ہوا اور اوپر سے مجھے ایک جوتا آیا جس سے میں نے اپنی پوری طاقت سے بچایا اور وہ جوتا ثمینہ خاور حیات کا تھا جو میں نے آپ کے پاس کل جمع بھی کرایا تھا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ اگر ہماری دو معزز ممبران کو معطل کیا گیا ہے تو Why not Samina Khawar Hayat? اس کو کیوں spare کیا جا رہا ہے؟ جبکہ جوتا مجھے مارا گیا ہے سارے ایوان سے پوچھ لیں میرا خیال ہے بلکہ میں دعویٰ کرتی ہوں کہ میں عمر میں سب سے زیادہ ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ بزرگ ہیں ہم پر آپ کا احترام ہر طرح سے لازم ہے۔

MRS MEHMUDA CHEEMA: Thank you very much.

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! اس پر ایکشن لیا جائے اگر ایک بزرگ خاتون کو ثمینہ خاور حیات نے جوتا مارا ہے تو اس پر ایکشن لیا جائے اگر وہ دو خواتین معطل ہوئی ہیں تو ثمینہ خاور کو بھی معطل کیا جائے۔ انصاف ہونا چاہئے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! کل ثمینہ خاور حیات سکیورٹی والوں کو بھی تھپڑ مارتی رہی ہیں۔

جناب سپیکر: فراخدلی کا مظاہرہ کریں، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کی بات سُن لی ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ہم بیٹھ کر اس پر بھی بات کریں گے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! یہ ruleسب کے لئے برابر کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: ہم اس پر بات کریں گے بڑی مہربانی۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! ہم اس کے خلاف بائیکاٹ کریں گے جب تک ثمینہ خاور حیات کی رکنیت معطل نہیں کی جائے گی۔انہوں نے جوتا مارا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔آپ فراخدلی کا مظاہرہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ انجم صفدر: اس کا جوتا آپ کے پاس پڑا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ہم کیس کو دیکھیں گے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! ثمینہ خاور حیات کی رکنیت بھی معطل کی جائے اس کے لئے ruleالگ کیوں ہے؟

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! یا تو کسی کو معطل نہ کریں یا سب کو معطل کریں۔

جناب سپیکر: ایسے نہ کریں، یہ نامناسب ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ایک منٹ دے دیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! ثمینہ خاور حیات نے ان کو جوتا مارا ہے ان کو معطل کریں ورنہ ہم سب ایوان سے احتجاجاً واک آؤٹ کر رہی ہیں۔

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ (ن) کی معزز خواتین ممبران
اور جناب جوئیل عامر سہوترا، ایم پی اے احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: جی، واپس آجائیں۔ ہم آپ کے کیس کو دیکھیں گے۔حاجی صاحب! یہ آپ نے کیا کیا ہے؟ مہربانی کریں ان سب کو واپس لائیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! یا تو کسی کو معطل نہ کریں، ثمینہ خاور حیات نے بھی جوتا مارا ہے اس کو بھی معطل کیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہیں۔ میں بیٹھ کر بات سُنوں گا پھر بات کروں گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! میری چھوٹی سی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ خدا را ہم کدھر چل پڑے ہیں؟ ابھی یہ خواتین جو ہماری بہنیں ہیں یک زبان بول رہی تھیں کہ فلاں کو suspend کرو، فلاں کا جوتا اس کو لگ گیا وغیرہ۔ ہم قوم کو کیا پیغام دے رہے ہیں، رانا ثناء اللہ خان صاحب زیر لب مسکرا رہے ہیں جیسے ان کو سبق پڑھا کر یہ آرام سے اور خوش ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وزیر قانون کی یہ primary responsibility ہے کہ ایوان کو in order کر کے آپ کے حوالے کریں اور اس ایوان کو smoothly چلنے دیں۔ ہم issues کو ایک طرف رکھ دیتے ہیں اور دوسرے معاملات کو زیر بحث لے آتے ہیں۔ میں آپ سے، رانا ثناء اللہ خان اور حکومتی بنچوں کے تمام معزز ممبران سے ہاتھ جوڑ کر اپیل کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اپنی عزت کو محفوظ رکھیں۔ ہمارے politician جن کی credibility آج تک قائم نہیں ہوئی ہے اس کو مزید خراب ہونے سے بچائیں۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب! اللہ کا آپ کو واسطہ ہے کہ ان کو آپ سمجھائیں بلکہ آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس ایوان کو اچھے طریقے سے چلائیں، issues پر بات کریں اور issues کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جمہوری روایات کے مطابق احتجاج اپوزیشن کا حق ہے لیکن اسے جمہوری limits میں ہی ہونا چاہئے اس میں اگر violence آ جائے تو یہ نامناسب بات ہے۔ یہ معزز ایوان، اس ملک کے دوسرے ایوان اور اس کے علاوہ پوری دنیا کی جو Parliaments ہیں وہاں پر بعض اوقات ممبران کا احتجاج یا اپوزیشن کا احتجاج limit سے cross کر جاتا ہے۔ یہ کوئی ایسا اچنبھا یا ایسی حیران کن بات نہیں ہے کہ جس کے اوپر اس بات کو اس طریقے سے ڈالا جائے کہ شاید ایسا دنیا میں کہیں نہیں ہوا اور صرف ہمارے ہاں ہو گیا ہے۔ بہر حال اس نامناسب limit cross کرنے والے احتجاج پر ہمیں سب کو مل کر consensus کے ساتھ resolve کرنا چاہئے بجائے اس کے کہ ہم ایک دوسرے کو blame کریں ہمیں اس کو کنٹرول کرنا چاہئے۔ مجھ سے پہلے، میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ وہ بھی اسی طرح سے protest کرتے ہوئے walkout کر گئے ہیں۔ معزز خواتین نے بھی اپنے ایک مطالبہ پر walkout کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کرنل صاحب نے جس جذبہ کا اظہار کیا ہے بڑی مناسب بات کی ہے، بڑی درد دل سے بات کی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ کرنل صاحب، حسن مرتضیٰ صاحب اور ہماری طرف سے دو حضرات کی ایک کمیٹی بنائیں جو چودھری

ظہیر الدین صاحب کو اور اس کے علاوہ ہماری جو دوسری معزز خواتین ہیں ان کے ساتھ بات کر کے کسی consensus پر پہنچ کر واپس لائیں۔ جس نتیجے پر یہ کمیٹی پہنچے گی میں آپ کی وساطت سے انہیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں اس سلسلے میں مکمل تعاون کروں گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! رانا صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے لیکن ہمیں international level پر Parliaments کی اچھی traditions کو اپنانا چاہئے نہ کہ ان کی بری traditions جس میں گھونسے اور مکے شامل ہیں ان کو adopt کیا جائے۔ اس وقت پنجاب کے جتنے بھی issues ہیں جیسے ہسپتالوں کے issues ہیں، تعلیم سے متعلقہ issues ہیں Whatever is that, we must solve these problems of the public. اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ Rana Sahib has all the capability to control there peoples. لیکن رانا صاحب کے اندر جو ایک "رانا" پھنسا ہوا ہے وہ ان کو کسی جگہ رہنے نہیں دیتا۔ یہ جو ان کے اندر چودھراہٹ یا "رانا ازم" ہے وہ نہیں ہونا چاہئے، تھوڑا سا mild ہو جائیں، تھوڑا سا اپنے آپ کو ٹھنڈا رکھیں تو معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔ ہمارے ملک پر رحم کریں، پنجاب پر رحم کریں اور یہ اپنے دل سے یہ آج سے وعدہ کریں کہ میں نے اپنے ممبران کو کنٹرول کرنا ہے اور issues کو discuss کرنا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں پہلے ان سب حضرات کو بلائیں جو دونوں طرف سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ کرنل (ریٹائرڈ) شبیر اعوان صاحب، سید حسن مرتضیٰ صاحب، وزیر زراعت ملک احمد علی اولکھ، وزیر زکوۃ و عشر ملک ندیم کامران صاحب جائیں اور چودھری ظہیر الدین صاحب اور ان کے ساتھیوں کو منا کر لے آئیں۔ اس کے علاوہ ہماری بہنیں جو ادھر سے گئی ہیں ڈاکٹر اسد اشرف صاحب، علی اصغر منڈا صاحب جائیں اور ان کو منا کر لے آئیں۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: میاں یاور زمان صاحب پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر ا کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال01-2000اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبرI کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

میاں یاور زمان: جناب والا! میں

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال01-2000اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔ جناب اعجاز احمد خان صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) خواتین یونیورسٹی ملتان مصدرہ2012، مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹر یونیورسٹیز مصدرہ2012اور نشان زدہ سوالات نمبر3436،3435کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

1- The Women University Multan (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 12 of 2012)

2- The Public Sector Universities (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 13 of 2012)

3- Starred Question Nos. 3435* 3436*

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

1- The Women University Multan (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 12 of 2012)
2- The Public Sector Universities (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 13 of 2012)
3- Starred Question Nos. 3435* 3436*

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

1- The Women University Multan (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 12 of 2012)
2- The Public Sector Universities (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 13 of 2012)
3- Starred Question Nos. 3435* 3436*

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: مہر اشتیاق احمد صاحب مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2012 اور نشان زدہ سوال نمبر 4155 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2012
(Bill No. 23 of 2012) and Starred Question No. 4155

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی 2012 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2012
(Bill No. 23 of 2012) and Starred Question No. 4155

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی 2012 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2012
(Bill No. 23 of 2012) and Starred Question No. 4155

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی 2012 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ صاحب مجلس خصوصی نمبر 23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر2047/11 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 2011/2047 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 2011/2047 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 2011/2047 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جناب اعجاز احمد خان صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون ٹیکنالوجی یونیورسٹی پنجاب مصدرہ2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں

"The Punjab Technology University Bill 2012 (Bill No. 18 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔اب اعجاز احمد خان صاحب مجلس خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 4093 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 4093 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 4093 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 4093 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی بجٹ برائے سال12-2011 پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ہم ضمنی بجٹ برائے سال12-2011 پر عام بحث کا آغاز کرتے ہیں اور آخر میں وزیر خزانہ wind up کریں گے۔نولاٹیا صاحب نے زبردستی سے اپنا نام دیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ میں نے تقریر کرنی ہے۔جی، نولاٹیا صاحب بسم اللہ کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں سابق وزیراعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی صاحب کو دو شعر dedicate کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ان کے ٹیلی فون پر ہی کر دیتے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:

مرحلے شوق کے دشوار ہوا کرتے ہیں
سائے بھی راہ کی دیوار ہوا کرتے ہیں
وہ جو سچ بولتے رہنے کی قسم کھاتے ہیں
وہ عدالت میں گناہ گار ہوا کرتے ہیں

اور ہمارے حکومتی گروپ کے لئے

شرم آتی ہے کہ دشمن کسے سمجھیں محسن
دشمنی کے بھی تو معیار ہوا کرتے ہیں

جناب سپیکر! میں آج اپنی گفتگو کا آغاز پنجاب کے ضمنی بجٹ پر کروں گا، گزشتہ سال اس ایوان نے جو تقریباً9 کروڑ عوام کا نمائندہ ایوان ہے اس حکومت کو allocation کی اجازت دی تھی کہ آپ ADP کی مد کے اندر 220۔ارب روپیہ خرچ کر سکتے ہیں۔انہوں نے اپنی books کے مطابق کہا ہے کہ ہم نے165۔ارب روپیہ revised ADP کے طور پر استعمال کیا ہے لیکن حقیقتاً انہوں نے جو release کیا ہے وہ140۔ارب کے قریب ہے اور انہوں نے تقریباً57۔ارب روپیہ وہ خرچ کیا ہے جسے خرچ کرنے کا اختیار9 کروڑ عوام کے اس نمائندہ ایوان نے، اس اسمبلی نے ان کو نہیں دیا تھا۔وہ رقم

جس کو خرچ کرنے کا اختیار ہماری اس حکومت کو نہ تھا میں اسے illegitimate spending کے طور پر کہوں گا کہ وہ اخراجات جن کی اجازت نہ ہو اگر وہ رقم خرچ کر دی جائے لیکن جب ADP کے ضمنی بجٹ کی book دیکھتے ہیں تو وہاں Health, Education کو cut لگائے ہیں اور ایسے تمام اخراجات کو cut لگائے ہیں جو production سے تعلق رکھتے ہیں جیسے انہوں نے ایوان سے اجازت مانگی کہ آپ ہمیں پاور جنریشن کے لئے 9-ارب روپیہ دے دیں اور اس ایوان نے دے دیا- یہ کہتے ہیں کہ ہم نے 2-ارب روپیہ خرچ کیا ہے لیکن حقیقتاً 2-ارب روپیہ بھی پاور جنریشن کے لئے خرچ نہیں کر سکے- اب انہوں نے کہا ہے کہ آنے والے سال کے لئے ہمیں پاور جنریشن کے لئے 10-ارب روپیہ دے دیا جائے ہم نے وہ دے دیا ہے لیکن چونکہ ذہن کے اندر بدنیتی ہے اس لئے یہ رقم بھی خرچ نہیں کر پائیں گے- باقی صوبوں نے پاور جنریشن کو اپنے ADP کی top priority پر رکھا ہے سندھ جیسا صوبہ جس کا بجٹ اور ADP پنجاب سے آدھے سے بھی کم ہے انہوں نے 25-ارب روپیہ رکھا ہے اور 30 سے 35-ارب تک وہ خرچ کرنے میں کامیاب ہونے کی پلاننگ کر رہے ہیں اور ہماری بددیانتی یہ ہے کہ پاور جنریشن اور لوڈشیڈنگ کے معاملے میں جب ہم عوام کو کہہ رہے ہیں کہ حکمرانوں کے گریبانوں میں پڑ جائیں لیکن یہاں پر ہماری productivity یہ ہے کہ ہم نے 9-ارب روپے مختص کئے لیکن جھوٹ بولا کہ ہم

نے 2-ارب روپیہ خرچ کیا ہے- حقیقتاً ایک ارب سے بھی کم پاور جنریشن پر خرچ کیا ہے اور اس کے بعد عوام الناس کو کہتے ہیں کہ ہم احتجاج کرتے ہیں کہ لوڈشیڈنگ ختم نہیں ہوتی- جب ان حضرات نے اقتدار سنبھالا تو 2008 میں ان کے پاس 50 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کا اختیار تھا پھر چند مہینوں کے بعد 200 میگاواٹ کا اختیار ملا اور ایک سال بعد ان کو اختیار ملا کہ unlimited power generation کر سکتے ہیں اور وہ لوگ جو پاور لوڈشیڈنگ کا احتجاج کرتے ہیں وہ بجلی کا ایک یونٹ بھی پیدا نہیں کر سکے-

جناب سپیکر! میں یہاں پر وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ضمنی بجٹ ہوتا کیا ہے؟ آپ کو rules کی implementation کے لئے یہ ایوان اختیار دیتا ہے- یہ Budget Manual Book ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ آپ نے ضمنی بجٹ کو کیسے استعمال کرنا ہے؟ میں جب اس ایوان کے اندر rules کی بات کرتا ہوں تو ایک دن معزز وزیر قانون نے کہا کہ یہ تو law and rules کی بات کرتے رہتے ہیں جیسے ان کے لئے یہ بڑی اجنبی بات ہے کہ finances کو استعمال کرتے ہوئے rules کا بھی خیال رکھا جانا چاہئے- مجھے حیرت ہوتی ہے کہ یہ rules abide by کرنے کے لئے ہوتے ہیں لیکن ہمارے لاء منسٹر

کے لئے یہ بات بڑی مضحکہ خیز ہوتی ہے کہ یہ لوگ rules پر عملدرآمد کرنے کی بات کیوں کرتے ہیں۔Punjab Budget Manual جو Punjab Financial Hand Book No. 4 ہے اس میں سترہ نکات بتائے گئے ہیں کہ اگر یہ سترہ circumstances ہوں گے تو آپ ضمنی بجٹ استعمال کر سکتے ہیں otherwise نہیں کر سکتے۔کہا گیا ہے کہ principally Supplementary Budget is objectionable یعنی یہ قابل اعتراض بات ہے کہ انتہادرجے کی مجبوری کی حالت میں آپ finances کو منظوری کے بغیر استعمال کر سکتے ہیں۔اس Financial Book کے اندر جو دوسرا لفظ ہے وہ bad estimating ہے انہوں نے جو غلط estimate لگائے ہیں اگر بعد میں پتا چل جائے کہ یہ غلط تھے تو وہاں پر یہ bad estimation کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں لیکن ان کو اس عوام اور ایوان کے ساتھ معذرت کرنی چاہئے کہ انہوں نے bad estimate کیوں کیا ہے۔اس book کے اندر تیسرا لفظ improvident administration of finances یعنی finances کے غلط ترین استعمال کو اس بک نے ضمنی بجٹ کے طور پر استعمال کرنے کے لئے improvident administration of finances کی بات کی ہے۔یہاں چوتھی بات Impair the proper management of finances, management of finances یہ ہے کہ جب تک ایک روپے کی بھی منظوری اس معزز ایوان سے نہ لے لی جائے تو معزز وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو اس روپے کو خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن ہماری حکومت نے بغیر منظوری کے صرف 57۔ارب روپیہ خرچ کیا ہے جس کی اس ایوان نے انہیں اجازت نہیں دی تھی۔ضمنی بجٹ کے لئے rules یہ کہتے ہیں کہ sudden need پیدا ہو جائے، unexpected need پیدا ہو جائے میں اس کی مثال دیتا ہوں کہ بنوں کی جیل کو توڑ کر جب قیدیوں کو فرار کرا دیا گیا تو پنجاب کی جیلوں کے سکیورٹی کے انتظامات کرنے کے لئے جو رقم خرچ کی گئی ظاہر ہے کہ بجٹ بناتے وقت یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ سکیورٹی بھی ہمارے گلے پڑ سکتی ہے۔اس پر انہوں نے جو رقم خرچ کی ہے میں اس رقم کے بارے میں یہ کہتا ہوں کہ شاید وہ رقم کسی حد تک sudden need یا unexpected need میں آتی تھی اگر اس میں انہوں نے 9۔ارب روپیہ خرچ کیا ہے تو ان rules کے مطابق ان کو اجازت دی جا سکتی تھی لیکن جب وہ رقم انہوں نے release کر دی تھی تو اس کے بعد rules book یہ کہتی ہے کہ انہیں earliest possible session میں اس کی منظوری لینا چاہئے تھی۔انہوں نے چار ماہ پہلے پیسے لے لئے اور پانچ ماہ بعد ان کی منظوری کے لئے ایوان کے اندر آ گئے ہیں۔یہ بھی ہماری Budget

Manual Finance Book No. 4 کی violation ہے۔جب تک urgent need نہ ہو آپ ضمنی بجٹ استعمال نہیں کر سکتے اور urgent need یہ ہوا کرتی ہے کہ سیلاب آنے سے اگر ریلوے کا کوئی پُل ٹوٹ جاتا ہے، کوئی سڑک کا پُل ٹوٹ جاتا ہے اور دو بڑے شہروں کے فاصلے کے اندر inconvenience آ جاتی ہے تو پھر یہ اخراجات کئے جا سکتے ہیں لیکن یہ کہاں کی inconvenience ہے کہ انہوں نے لیپ ٹاپ تقسیم کرنے کے لئے ضمنی بجٹ میں پیسے استعمال کر دیئے؟ یہ اس ایوان کے بنائے ہوئے rules کی توہین ہے۔انہوں نے لاہور کے اندر Rapid Bus Transit System بنانے کے لئے بھی اضافی اخراجات کئے ہیں اگر یہ منصوبہ تین مہینے بعد شروع ہو جاتا تو پھر کون سا عذاب آ جانا تھا؟ ہمارے ان rules کی اس سے بڑی violation اور توہین کیا ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر! رولز کی اس کتاب کے مطابق ساتواں point یہ ہے کہ more recovery of receipts is not justified یعنی رولز یہ کہتے ہیں کہ اگر آپ نے 140۔ارب روپے کا تعین کیا تھا لیکن آپ good governance and better recovery measures کے ساتھ 160۔ارب روپے کی recovery کر لیتے ہیں تو پھر بھی ان پیسوں کو آپ ضمنی بجٹ کے طور پر استعمال نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! یہ rules book آٹھویں نمبر پر کہتی ہے کہ circumstances which are exceptional. یعنی ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ اگر اس صورت میں پیسے خرچ نہ کئے جائیں تو بہت بڑے نقصان کا خدشہ لاحق ہو لیکن اس کے بارے میں بھی کہا گیا ہے کہ earliest session کے اندر ان کی منظوری حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔اس کتاب نے مزید تین لفظوں کی وضاحت کی ہے کہ

> Serious inconvenience of the finances, serious loss of the finances and damage will result if supplementary grant is not given to that project.

مجھے یہ بتائیں کہ جب انہوں نے محکمہ جنگلات کو پیسے دیئے تو اس وقت کون سی serious damage, loss and inconvenience تھی؟ انہوں نے اس ضمنی بجٹ کی کتاب کے اندر اس بات کی کوئی وضاحت نہیں کی کہ ہم نے اس مجبوری کے تحت یہ اخراجات کئے ہیں۔ایک طرف تو آپ کے پاس محکمہ صحت میں اخراجات کے لئے capacity نہیں جبکہ دوسری طرف لاہور کی سڑکوں اور نہر پر لوہے کی grill لگانے کے لئے آپ کے اندر capacity پیدا ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر! اس finance book نے No.11 پر بڑی خوبصورت بات کی ہے۔اس میں کہا گیا ہے کہ fundamental objections admitting additional proposals. یعنی کسی پراجیکٹ کے کوئی بنیادی اعتراضات ایسے ہوں کہ جن کی وجہ سے زیادہ need پیدا ہوئی ہو تو وہاں پر ضمنی گرانٹ کے تحت رقم خرچ کی جاسکتی ہے۔آگے کہا گیا ہے کہ causes not foreseen یعنی ایسے causes کی وضاحت کرنی چاہئے۔جب ہم بجٹ پاس کروا رہے تھے تو اس وقت یہ چیزیں نظر نہیں آسکی تھیں اور بجٹ پاس ہونے کے چار ماہ بعد ان کی ضرورت پیش آئی ہے اس لئے ہم یہ پیسا خرچ کر رہے ہیں۔اس کے لئے بھی یہ کتاب شرط لگاتی ہے کہ جب آپ پیسا خرچ کر دیں، allocate کر دیں یا release کر دیں تو سب سے پہلے اجلاس کے اندر اس کی ضمنی گرانٹ کے طور پر منظوری حاصل کی جائے۔آپ نے اگر جولائی کے اندر پیسے لئے ہیں تو اگست، ستمبر یا نومبر کے اجلاس کے اندر ان کی منظوری لینا ضروری تھی جو کہ آپ نے نہیں لی۔آج آٹھ نو ماہ بعد جون میں اس کی منظوری دینے کے لئے کہا جا رہا ہے۔clearly defined causes are not included in ADP یعنی یہ وضاحت انتہائی ضروری ہے کہ جب اے ڈی پی بن رہا تھا تو اس وقت ان کا تذکرہ کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر! اگلے point میں یہ کتاب کہتی ہے کہ ضمنی گرانٹ وہاں استعمال ہو سکتی ہے جہاں ہائی کورٹ، سول کورٹ یا سروس ٹربیونل کی طرف سے حکومت کو کوئی حکم دیا گیا ہو کہ آپ یہ رقم ادا کریں۔اسی طرح necessity aroused in proposed expenditures if not given extra expenditure ultimately. یعنی اگر آپ کو یہ مسائل درپیش ہوں کہ recovery اچھی نہیں ہو رہی لہذا اس recovery کو بہتر کرنے کے لئے اگر فلاں فلاں اخراجات کر دیئے جائیں تو یہ بہتر ہو سکتی ہے۔اس مد میں بھی ضمنی گرانٹ کے تحت اخراجات کئے جا سکتے ہیں۔پھر آگے یہ ہے کہ imperative necessity earning or safeguarding receipts یعنی recovery کو safeguard کرنے کے لئے ضمنی گرانٹ کے تحت رقم خرچ کی جاسکتی ہے۔

جناب سپیکر! اب اس rules book نے اپنے principles بیان کر دیئے ہیں کہ کن کن اصولوں کی بنیاد پر financial illegitimacy کی اجازت ہماری حکومت کو مل سکتی ہے اور یقین کیجئے کہ ان circumstances کے اندر بھی اگر رقم کا استعمال کیا جائے تو یہ ایک یا ڈیڑھ ارب روپے سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ہاں گزشتہ سال مظفر گڑھ اور جنوبی پنجاب کے اندر سیلاب آیا تھا، ظاہر ہے کہ بجٹ بناتے وقت یہ پتا نہیں تھا کہ سیلاب آئے گا اگر وہاں پر ہماری حکومت نے 10۔ارب روپے خرچ کئے ہیں

تو وہ exactly finance book کے rules کے مطابق ہے لیکن لاہور کی نہر پر grill لگانے کو کس نے unforeseen کہا ہے، اس کے اندر کیا ایمر جنسی ہے؟ لاہور کی سڑکوں اور چوکوں کے designs تبدیل کرنے کے لئے جو اخراجات کئے گئے ہیں تو اس میں کون سی sudden need arise ہوئی ہے؟ یہ وہ باتیں ہیں جو گزشتہ چار سالوں سے میں اپنے ان حکمرانوں کو بتا رہا ہوں کہ آئین، rules of governance اور اس ایوان کے rules مذاق اُڑانے کے لئے نہیں بلکہ عملدرآمد کے لئے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے سرائیکی وسیب دی زبان وچ حکومت کوں پیغام ڈیساں۔ میں چار سال تک اس حکومت کو یہ rules بتاتا رہا کہ ان کے مطابق finances کو استعمال کریں لیکن اس کا اثر یہ ہوا ہے کہ:

جنھاں سوہنیاں تے اے دل کملا رکھی اَج توڑیں آس امید رہیے
ساکوں خواب ڈکھا تے خوشیاں دے ہتھوں ڈیندے درد مزید رہیے
ساکوں ڈیکھ تے ڈکھ دی سولی تے ساڈے یار منیدے عید رہیے
ساری دنیا شاکر بدل گئی بےدید اونویں بےدید رہیے

جناب سپیکر: مہربانی۔ چودھری ظہیر الدین صاحب!۔۔۔ کیا وہ ابھی آئے ہیں کہ نہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے ہمیں ممبران کو لینے کے لئے بھیجا تھا، کچھ خواتین چیئرنگ کراس اور کچھ اندر احتجاج کر رہی تھیں ان سب کو ہم واپس لے آئے ہیں۔ چودھری ظہیر الدین صاحب موجود نہیں تھے اس لئے ان سے بات نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ چودھری ظہیر الدین صاحب کی تقریر کی باری تھی اس لئے میں ان کا نام پکار رہا ہوں۔ چودھری عامر سلطان چیمہ، انجینئر شہزاد الٰہی، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ قمر عامر چودھری، ڈاکٹر فائزہ اصغر، ڈاکٹر سامیہ امجد، جناب طاہر اقبال چودھری، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری عبداللہ یوسف، میاں شفیع محمد، چودھری محمد ارشد اور کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس، یہ سب معزز ممبران اس وقت تشریف فرما نہیں ہیں۔ علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ پر عام بحث کے موقع پر بھی میں نے کچھ گزارشات کی تھیں۔ آج ضمنی بجٹ پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے میں اس ایوان کی خدمت میں چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ 13-2012 کے بجٹ اور ضمنی بجٹ کے حوالے سے میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور محکمہ پلاننگ و محکمہ خزانہ کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس سالانہ بجٹ کے پاس ہونے پر اپوزیشن اور ٹریژری بنچوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں۔ ہمارے اپوزیشن کے دوست نے دو تین باتیں کہی ہیں میں اُن باتوں کا جواب دینا مناسب سمجھوں گا۔ میرے معزز دوست نے سب سے پہلی بات انرجی سیکٹر کے حوالہ سے کی ہے کہ جس طرح انہوں نے پچھلے بجٹ میں تنقید کی بات کی ہے کہ 2۔ارب روپیہ خرچ نہیں ہوا۔ میں ان کو یہ بات ensure کرواتا ہوں کہ بجٹ کی کتابوں میں جو facts and figures دیئے گئے ہیں وہ بالکل درست ہیں اور اس کے علاوہ میں ان کو یہ شیشہ دکھانا چاہتا ہوں کہ انرجی سیکٹر میں اگر حکومت پنجاب کی کوشش کم رہی ہے تو اُس میں حکومت پنجاب موردِ الزام نہیں ہے کیونکہ اس میں سب سے پہلی بات یہ ہے اور میں یہ بات کرنا اس لئے بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ گھناؤنا جرم کس نے کیا، اس ملک میں بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ کیوں ہوئی، کارخانے کیوں بند ہوئے، غریبوں کے چولہے کیوں بند کئے گئے؟ اس وقت میڈیا کوریج ہو رہی ہے تو میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ واپڈا وفاقی حکومت کا ایک ادارہ ہے تو نیپرا، پیپکو اور نیشنل گیٹ کی طرف سے جو این او سی ملنے ہوتے ہیں تو حکومت پنجاب کی دن رات کی تگ ودو اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی ذاتی کوشش سے صرف چند دن قبل permission ملی ہے۔ میں آپ کو ایک ذاتی تجربہ بتانا چاہتا ہوں میرے حلقہ میں کوڑا کرکٹ اور سالڈ ویسٹ کی بنیاد پر آٹھ میگاواٹ کا ایک پاور پلانٹ لگایا گیا ہے۔ اس پاور پلانٹ کے این او سی کے لئے حکومت پنجاب، انرجی ڈیپارٹمنٹ، لاء ڈیپارٹمنٹ اور میں نے بھی ذاتی طور پر اتنی تگ ودو کی ہے کہ ڈیڑھ سال کے بعد انرجی ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ نے جب یہ لیٹر لکھا کہ اگر آپ اس عرصہ کے دوران ہمیں این او سی نہیں دیں گے تو ہم قانونی طور پر یہ اختیار رکھتے ہیں کہ ہم پاور پلانٹ لگانے اور بجلی پیدا کرنے کا لائسنس جاری کر دیں گے تو تب نیپرا اور پیپرا نے اُس بدنامی سے گھبراتے ہوئے آج سے چند دن پہلے وہ این او سی دیا ہے اور پنجاب کے اندر یہ پہلا این او سی جاری ہوا ہے۔ وفاقی حکومت کے اس ادارے، ان کے غلاموں اور ان کے پیروکاروں نے جس طرح اس معاملہ میں روڑے اٹکائے یہاں پر وہ بات کرنے کے لائق نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اب ہماری حکومت نے انرجی سیکٹر میں بہتری لانے کے لئے جو رقم رکھی ہے میں ان کو ensure کروانا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ میں 10۔ ارب روپیہ جو رکھا گیا ہے اس پر فوری طور پر کام شروع کر دیا گیا ہے اور چند دن کے اندر حکومت پنجاب توانائی کی بہتری کے لئے اپنے منصوبہ جات کا افتتاح کرنے کے لئے جا رہی ہے اور میں یہ بات ensure کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک سال کے اندر صوبہ پنجاب میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایت پر توانائی کے سیکٹر میں بہتری آئے گی اور یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے اور ہم یہ ثابت کریں گے کیونکہ ہم وہ بات نہیں کریں گے جو وفاقی وزراء نے مختلف وقتوں پر دعوے کئے کہ یہ لوڈ شیڈنگ چھ ماہ کے اندر ختم ہو جائے گی یا دسمبر میں ختم ہو جائے گی، وہ سارے جھوٹ آج پنجاب اور پاکستان کی عوام کے سامنے ہیں، لوڈ شیڈنگ اور توانائی کا بحران دن بدن بڑھتا جا رہا ہے اور بھوک وافلاس میں اضافہ ہوا ہے جس سے خودکشیاں اور غریبوں کے چولہے ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔ اپوزیشن پارٹی وہ جماعت ہے جنہوں نے روٹی، کپڑا اور مکان کا ایک جھوٹا نعرہ دیا لیکن یہ روٹی، کپڑا اور مکان تو نہ دے سکے البتہ غریبوں کو مارنے کا ایک ایجنڈا دے دیا۔

جناب سپیکر! میرے معزز دوست نے یہ بات کی کہ سپلیمنٹری رقم ایمرجنسی بنیادوں پر خرچ ہوتی ہے تو میں ان کو یہ ensure کراتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے ایک ٹیڈی پیسا بھی ایمرجنسی کے علاوہ کہیں خرچ نہیں کیا۔ جب بنوں اور کوہاٹ کا واقعہ ہوا، جب ڈینگی کا حملہ ہوا اور اسی طرح کی جو ناگہانی آفات اس صوبہ کی عوام پر نازل ہوئیں تو اُن کی غرض سے یہ رقم خرچ کرنے کی فوری ضرورت پیش آئی۔

جناب سپیکر! میں اپنی تقریر کے اختتام پر چند تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس وقت لوڈ شیڈنگ کے جن نے پنجاب کی عوام کے لئے بھوک اور افلاس کا دروازہ کھولا ہوا ہے تو میں پنجاب حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ انرجی کرائسز میں پرائیویٹ سیکٹر کو incentives دیئے جائیں، اگر سبسڈی بھی دینی پڑے تو وہ دینی چاہئے، سالڈ ویسٹ کی بنیاد پر اور دریاؤں و نہروں پر چھوٹے چھوٹے ڈیم اور پاور پراجیکٹس لگانے چاہئیں تاکہ ہم اس انرجی کرائسز سے نمٹ سکیں۔ اسی طرح میری گزارش یہ ہے کہ ڈویلپمنٹ کے حوالے سے private public partnership کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ اسے شفاف انداز سے کرنا چاہئے کہ اس کے نتائج عملی طور پر نظر آئیں۔

جناب سپیکر! میرے حلقے میں ڈویلپمنٹ کے دو تین منصوبے ہیں جو انٹر ڈسٹرکٹ بھی ہیں جن میں لاہور جڑانوالہ روڈ کا بقیہ حصہ ہے اور شاہدرہ کینال پر شاہدرہ بائی پاس جو شیخوپورہ اور جی ٹی روڈ کو ملاتا

ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے چند دن پہلے اس کا اعلان بھی کیا۔ میں گزارش کروں گا دریائے راوی پر ہیڈ بلو کی اور لاہور کے درمیان جہاں پر ممکن ہو ایک نیا پُل تعمیر کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! شرقپور میں پبلک پارک اور کمرشل کالج نہیں ہے۔ شرقپور میں نئی سڑک بننے کی وجہ سے روزانہ حادثات ہوتے ہیں وہاں 1122 کی سہولت دی جائے اور ایک پٹرولنگ پوسٹ شرقپور روڈ پر قائم کی جائے۔

جناب سپیکر! اپریل میں انرجی کانفرنس ہوئی تھی اس میں وزیر اعظم نے صوبوں میں یکساں لوڈشیڈنگ کا اعلان کیا تھا لیکن آج تک اس پر عمل نہیں ہوا تو میں اس پر ایک شعر عرض کرتا ہوں کہ:

تیرے وعدے پہ جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

بہت شکریہ بہت مہربانی مسلم لیگ (ن) زندہ باد، پائندہ باد

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، ملک صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے تحت میں، کرنل (ریٹائرڈ) شبیر اعوان صاحب، سید حسن مرتضیٰ صاحب، ملک احمد علی اولکھ صاحب اور ڈاکٹر اسد اشرف صاحب دو issues پر باہر گئے تھے۔ ہماری چودھری ظہیر الدین صاحب سے بات ہوئی ہے، اسی طرح حکومتی بنچوں سے جانے والی خواتین ممبران سے بھی بات ہوئی ہے دونوں کا ایک ہی مؤقف ہے کہ آپ جا کر سپیکر صاحب کے سامنے بیان کر دیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک کمیٹی بنا دیں جس میں دونوں issues پر آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر بات کی جائے۔ اس پر جو بھی نتیجہ نکلے گا اس پر عملدرآمد کیا جائے ہم اس پر اعتراض نہیں کریں گے۔ آپ کی موجودگی میں یہ معاملات طے ہو جائیں گے۔ اسی طرح۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہم نے بھی سڑک پر احتجاج کیا ہے، ہمارا احتجاج وزیر اعلیٰ صاحب یا وزیر قانون کے خلاف نہیں بلکہ اس چرب زبان شیخ علاؤالدین کے خلاف ہے۔ ہم نے واک آؤٹ نہیں کیا لیکن ہم یہاں بھی اپنا احتجاج ریکارڈ کرانا چاہتی ہیں کہ شیخ علاؤالدین کو deseat کیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! مجھے ان کی بات سننے دیں۔ آپ کا یہ طریقہ اچھا نہیں ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جب ہم باہر گئے تھے تو ہمیں یہ issue بھی معلوم ہوا کہ ساجدہ میر صاحبہ کی قیادت میں خواتین مال روڈ پر احتجاج کر رہی ہیں۔ ہم ان کے پاس بھی گئے اور درخواست کی کہ آپ ایوان میں آکر بات کریں۔ ان کی مہربانی ہے کہ یہ یہاں پر تشریف لے آئی ہیں۔ دوسرے issue کے بارے میں آپ ایک کمیٹی بنا کر اپنے چیمبر میں بلا لیں تو ہم بیٹھ کر دونوں معاملات resolve کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: ہم بعد میں کمیٹی بنالیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جو باتیں یہاں پر شیخ علاؤالدین صاحب نے کی ہیں اس پر کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس پر تو ان کو سزا مل گئی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ایک شخص جو ایوان میں کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ [******] ہیں۔

جناب سپیکر: ہم نے سن لیا ہے اور اس کا notice لے لیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین کا ریفرنس بھیجنا چاہئے۔ اس کے لئے کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ شخص جب بھی ایوان میں آتا ہے تو ایسے ہی کرتا ہے۔ وہ شخص سارے پارلیمنٹیرینز کے لئے بدنامی کا باعث ہے۔

جناب سپیکر: ایسی بات جو بھی کرے گا اس کو جانا پڑے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ تو اسے کوئی سزا نہیں ہے کہ آپ اسے دو دن کے لئے باہر نکال دیں اور پھر وہ اندر آجائے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آپ اس کے خلاف ریفرنس کیوں نہیں بھیجتے؟ آپ Custodian of the House ہیں۔ آپ ہمیں انصاف نہیں لے کر دیں گے تو کون لے کر دے گا؟

جناب سپیکر: بی بی! میں نے کر دیا ہے۔ جی، ندیم کامران صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 946 مورخہ 21۔جون 2012 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! شاہ صاحب جو بات کر رہے ہیں اس کی بات نہیں کی گئی ہے۔ اس بات کو انہیں دوبارہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ ہمارے سامنے دو issues تھے ایک محترمہ ثمینہ خاور حیات کے بارے میں تھا اور دوسرا عبدالرزاق ڈھلوں صاحب کے بارے میں تھا۔ اس کے لئے کمیٹی بنانے کا معاملہ ہے اس کے علاوہ کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہم احتجاج کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کا protest روک نہیں سکتا، یہ آپ کی مرضی ہے۔ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہاں پر انہوں نے خواتین کے بارے غلط زبان استعمال کی ہے۔ یہ بڑی زیادتی ہے کہ اس ایوان میں خواتین کے بارے میں ایسی باتیں کی جائیں، ایسی زبان استعمال کی جائے اور اس آدمی کو تحفظ دیا جائے اور اس کو بچانے کی کوشش کی جائے یہ کوئی انصاف نہیں ہے۔ آپ کو چاہئے تھا کہ ان کے احتجاج سے پہلے آپ خود اس کے خلاف action لے لیتے۔ اس کو نکال دینا کوئی سزا نہیں ہے۔ اگر کوئی کسی حوا کی بیٹی کو گالیاں دے اور اسے کہیں کہ آپ کو دو دن کے لئے باہر نکال دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! آپ ضمنی بجٹ پر بحث شروع کریں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں ضمنی بجٹ پر تقریر نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ راجہ طارق کیانی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب شاہان ملک!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب اعجاز احمد کاہلوں صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سردار کامل گجر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ حاجی لیاقت علی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رائے محمد شاہجہان خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک شمشیر حیدر وٹو صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا منور غوث صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بولنے کی اجازت عنایت فرمائی۔

جناب سپیکر! جس طرح سے صوبائی حکومت نے بجٹ پیش کیا اور اس پر بڑی خوبصورت بحث ہوئی۔ بجٹ پر دونوں اطراف سے ممبران نے بڑی اچھی آراء پیش کیں۔ اسی طرح سے اب ضمنی بجٹ پیش ہوا ہے۔ اس پر میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب کے جو فاضل اخراجات ہیں ان میں تعلیم اور صحت کے بجٹ کو تو استعمال ہی نہیں کیا گیا۔ پنجاب حکومت نے جو فاضل اخراجات کر دیئے ہیں تو اس کا جواب پنجاب حکومت کو بخوبی دینا چاہئے اور پنجاب حکومت کو پنجاب کے عوام کو مطمئن کرنا چاہئے کہ اتنے فاضل اخراجات کیوں ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر! آپ اس وقت پنجاب پولیس کے اخراجات کو دیکھ لیں، ان کی شاہ خرچیاں دیکھ لیں اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو دیکھ لیں کہ ایک غریب شخص کو انصاف کی فراہمی کے لئے تحصیل ہیڈکوارٹر سے پنجاب حکومت تک آنا پڑتا ہے۔ اس کو صوبائی دارالحکومت میں ایک تھانیدار کے ظلم و ستم کو ختم کرنے کے لئے آئی جی پنجاب تک peruse کرنا پڑتا ہے تب جا کر اس کی تفتیش تبدیل ہوتی ہے۔ یہ جو دو ماہ کا اتنا لمبا process ہے اس میں غریب آدمی کنگال ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب کو خصوصی توجہ دیتے ہوئے فی الفور پولیس آرڈر 2002 کو تبدیل کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! پنجاب میں بنیادی مراکز صحت، تحصیل ہیڈکوارٹر اور ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں کی حالت زار دیکھیں کہ ایک طرف یہ نعرہ اور راگ الاپا جاتا ہے کہ لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اور لوگ پریشان حال ہیں تو دوسری طرف آپ حکومت پنجاب کی کامیاب ہیلتھ پالیسی کو دیکھیں کہ ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں لوگوں کے لئے ادویات نہیں ہیں، بنیادی مراکز صحت میں ڈاکٹر نہیں ہیں، وہاں پر ادویات میسر نہیں ہیں، عملہ میسر نہیں ہے، لیڈی ہیلتھ ورکر اور ڈسپنسر موجود نہیں ہیں۔ میں آج ضمنی بجٹ کی بحث میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ بڑے شہروں میں لوگوں کو سہولتیں ضرور دیں، ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر اور تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں سہولتیں ضرور دیں لیکن بنیادی مراکز صحت اور دیہاتوں میں موجود ذیلی ڈسپنسریوں میں ادویات فراہم کرنا، ڈاکٹر میسر کرنا، عملہ میسر کرنا اور اُن کو حاضر رکھنا بھی آپ کی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر! میں تعلیم کے متعلق عرض کروں گا کہ یہاں پر ڈویژن کی سطح پر ڈویژنل پبلک ماڈل سکول موجود ہیں اور ہمارے محترم وزیراعلیٰ صاحب نے اب پنجاب میں دانش سکول بنائے ہیں لیکن دیہاتوں میں موجود سکولوں کی missing facilities کا اندازہ کریں تو اچھا خاصا فرق نظر آئے گا۔ آپ کا تعلق بھی ایک دیہاتی علاقہ سے ہے لہذا آپ اپنے حلقہ سے اس چیز کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ

دیہاتوں کے بچے اور بچیوں کے سکولوں میں ابھی تک چار دیواری نہیں ہے، وہاں پر پینے کا پانی میسر نہیں ہے، وہاں پر بجلی نہیں ہے اور پنکھے بھی نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ منسٹر صاحب! جو بات یہ فرما رہے ہیں آپ اسے note کریں لیکن میرے خیال میں آپ سن نہیں رہے اور گپ شپ میں ہی مصروف ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں آپ کا ایک بار پھر شکر گزار ہوں کہ آپ نے حکومتی ارکان اور وزراء کرام کی توجہ میری طرف مبذول کرائی ہے۔ آپ پنجاب میں تعلیم اور صحت کے میدان میں ترقی کرنا چاہتے ہیں لیکن اُس کا بجٹ proper utilize نہیں کیا جاتا۔ میرے حلقہ میں ابھی تک بہت سے بچے اور بچیوں کے سکول ایسے ہیں جہاں پر missing facilities ہیں جنہیں upgrade کرنے کی ضرورت ہے اور ہمارے بنیادی مراکز صحت میں ڈاکٹر اور ادویات میسر نہیں ہیں لہذا آپ کی وساطت سے میری حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ فوری طور پر پنجاب کے محروم اور پسے ہوئے عوام کی طرف توجہ دیں تاکہ عوام آپ کے شکر گزار ہوں اور عوام یہ محسوس کریں کہ حکومت پنجاب نے کچھ deliver کیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ جو ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے اتنا اربوں روپیہ فاضل خرچ کیا گیا ہے اس کا حساب پنجاب کے عوام مانگتے ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ ان کی ٹرانسپورٹ، صحت اور تعلیم کی سہولتیں بہتر کی جائیں۔ لاہور شہر میں Rapid Transit System روشناس کرایا جا رہا ہے اور CNG بسیں بھی مہیا کی جا رہی ہیں لیکن دیہاتوں والے لوگ جو تحصیل ہیڈ کوارٹر، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر یا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر تک سفر کرتے ہیں اُن کو تین تین گھنٹے سفر کرنا پڑتا ہے اور دو دو گھنٹے سڑکوں پر کھڑے ہو کر انتظار کرنا پڑتا ہے۔ آج کے ضمنی بجٹ میں حکومت پنجاب کو میں یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ آپ جس طرح سے بڑے شہروں کو بہتر سہولتیں مہیا کر رہے ہیں اسی طرح دیہاتوں اور تحصیل ہیڈ کوارٹر کی طرف بھی توجہ دیں تاکہ وہاں سے بھی لوگوں کو ٹرانسپورٹ کی سہولت بہتر مہیا ہو سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں ایک اہم نکتہ کی طرف آنا چاہتا ہوں کہ سکولوں میں دینی اور سائنسی تعلیم کی طرف حکومت پنجاب کو خاص طور پر توجہ دینا ہوگی۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے حکومت پنجاب نے سکولوں میں سائنس کے ایجوکیٹرز بھرتی کئے ہیں لیکن انہوں نے دیہاتوں میں جانا پسند نہیں کیا اور فوری طور پر سفارشی لوگ آ گئے ہیں جنہوں نے اُن کو شہروں میں ٹرانسفر کروا دیا ہے۔ ایک دیہات کے بچے کے والدین بھی یہ خواہش رکھتے ہیں کہ اُن کا بچہ اور بچی سائنس اور کمپیوٹر کی کلاسیں پڑھیں۔ حکومت پنجاب

اور وزیر اعلیٰ کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ دیہاتوں کے بچوں کو تعلیمی سہولیات میسر کرنے کے لئے بھرپور کردار ادا کریں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت عنایت فرمایا۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بھی بہت شکریہ۔ اگلے مقرر الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب! تشریف نہیں رکھتے، میاں محمد رفیق صاحب آف ٹوبہ ٹیک سنگھ!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! حال ہی میں دو روز سے جو polarization اور دھڑے بندی ذہنوں میں موجود ہے اور جو ہنگامہ آرائی اس ایوان میں ہوئی، میں اُس پر فیض احمد فیض صاحب کے چند اشعار سے اپنی بات کو شروع کرتا ہوں۔ مجھے فخر ہے کہ مجھے فیض احمد فیض (مرحوم) کی قربت بھی ایک لمبے عرصے تک میسر رہی ہے اور میری تراش خراش میں بھی فیض (مرحوم) کا بہت سا حصہ ہے جس پر میں مرحوم کا بے حد مشکور ہوں اور آپ کا بھی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا ہے۔

معزز ممبران: جی، اشعار پڑھیں۔

میاں محمد رفیق: یہ دعا ہے اشعار نہیں ہیں۔ فیض صاحب (مرحوم) نے دعا بھی کی ہے جو آپ کے لئے، میرے لئے، اس ایوان اور تمام عوام کے لئے کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ:

آیئے ہاتھ اٹھائیں ہم بھی
ہم جنہیں رسم دعا یاد نہیں
ہم جنہیں سوزِ محبت کے سوا
کوئی بت، کوئی خدا یاد نہیں
جن کے سر منتظر تیغِ جفا ہیں ان کو
دست قاتل کو جھٹک دینے کی توفیق ملے
حرفِ حق دل میں کھٹکتا ہے جو کانٹے کی طرح
آج اظہار کریں اور خلش مٹ جائے

جناب سپیکر! میں ایک بات یہ کہنا چاہوں گا کہ میں کسی کا رقیب ہوں اور نہ کسی کا حبیب ہوں۔

جناب سپیکر: نہ کسی کا رفیق ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! رفیق تو سب کا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں کسی کا رقیب ہوں اور نہ کسی کا حبیب ہوں مگر حقائق پر بات کروں گا کیونکہ حقائق بولتے ہیں facts are facts ایک مؤرخ نے کہا ہے کہ تاریخ کا اپنا ایک جبر ہے جو کسی کو معاف نہیں کرتی بھلے آپ اُس پر سونے کے ورق لگا دو، بھلے چاندی کے ورق لگا دو، بھلے آپ اُس پر لوہے کے ورق لگا دو۔ یہاں دو روز سے جو ہنگامہ آرائی ہو رہی ہے یا قومی اسمبلی میں ہو رہی ہے اس حوالے سے میں آپ کے توسط سے ساٹھ سال پہلے کا ایک واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آج سے ساٹھ سال پہلے بھی اسی طرح سے polarized تھے اور ایک ڈپٹی سپیکر کو اسی ایوان میں اسی کرسی پر انہی ممبران نے جان سے مار دیا تھا اور مجھے افسوس ہے کہ ساٹھ سال بعد بھی ہم اسی طرح سے polarized ہیں اور دھڑے بندیوں میں تقسیم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اندر conflicts and contradictions موجود ہیں، ہم اپنے اندر قومی اتفاق رائے پیدا نہیں کر سکے، ہم national issues پر بھی اکٹھے نہیں ہیں جو نہایت دکھ کی بات ہے اور میں اس حوالے سے بھارت کی مثال دینا چاہتا ہوں کہ وہاں۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ضمنی بجٹ پر بھی بات کریں کیونکہ وقت ختم ہو جائے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ نہایت ضروری تھا کیونکہ بجٹ پر تو کوئی بات بھی کی جا سکتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: very good بہت اچھا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں بھارت میں خود بھی گیا ہوں اور وہاں پر لیکچر دیئے ہیں اور سنے بھی ہیں اور اپنی learning بھی بڑھائی ہے لیکن ایک بات وہاں پر میں نے دیکھی کہ ہمارے جیسے بحران وہاں پر نہیں ہیں۔ وہاں پر کوئی آدمی خواہ کسی بھی پارٹی یا دھڑے کا ہو، جہاں ان کا national issue آتا ہے تو وہ لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں جو کہ بڑی خوش بختی ہے۔ ایک مثال میں اناہزارے کی پہلے بھی پیش کر چکا ہوں کہ اس نے کرپشن کو بے نقاب کرنے کے لئے احتجاج کیا۔ وہاں پر کرپشن ہمارے جیسی ننگی چٹی نہیں ہے پھر بھی اس نے کرپشن کے خلاف نعرہ لگایا اور ایک ارب 20 کروڑ لوگ اناہزارے کے پیچھے کھڑے ہو گئے لیکن یہاں پر سو آدمی بھی اکٹھا کرنا انتہائی مشکل ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے نہایت معزز اپوزیشن لیڈر راجہ ریاض صاحب نے ہمارے قائد ایوان کے خطاب کے جواب اور energy crisis کے حوالے سے بات کی تھی کہ میں بھی پانی کے مسئلے

پر لوگوں کو احتجاج کے لئے باہر نکالوں گا تاکہ وہ بھی جلوس نکالیں۔ راجہ ریاض صاحب! میرے محترم دوست جو وزیر آب پاشی بھی رہے ہیں کو بخوبی پتا ہے کہ پانی کی کمی کے خلاف جو جلوس نکالا جائے گا وہ بھی مرکزی حکومت کے خلاف ہی جائے گا کیونکہ آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو معلوم ہونا چاہئے کہ ایک جرنیل نے ہمارے دریا فروخت کئے، دوسرے جرنیل نے ہمارے ڈیم freeze کر دیئے اور تیسرے جرنیل پرویز مشرف نے ہمارے تین دریا جن میں چناب، سندھ اور جہلم ہندوستان کے حوالے کر دیئے کہ بھئی ہم تو ڈیم نہیں بنا سکتے اس لئے آپ بناؤ تو ہندوستان نے 35 ڈیمز مکمل کر لئے ہیں اور 65 ڈیموں کا منصوبہ ہے جن کی وجہ سے ہمارے دریاؤں میں تو پانی ہی نہیں آ رہا۔ جب پانی نہیں آئے گا تو یہاں پر پانی کی تقسیم کیسے ہو گی؟ اس پر تحفظات تو موجود ہیں جبکہ ارسا پر بھی تحفظات ہیں اور پنجاب میں پانی کی ہونے والی distribution پر بھی تحفظات موجود ہیں کیونکہ وہ کہہ دیتے ہیں کہ دریاؤں میں پانی نہیں ہے۔ مرالہ سے نکلتا ہے تو خانکی پر پانی نہیں پہنچتا۔ دریاؤں میں پانی نہ آنے کی یہ صورتحال ہماری قوم کو لڑانے کے لئے پیدا کی جا رہی ہے اور ہمارے لوگ پانی پر لڑیں گے۔ جنوبی پنجاب وسطی پنجاب سے لڑے گا اور وسطی پنجاب اپر پنجاب سے پانی کے لئے لڑائی لڑے گا کیونکہ ایسی صورتحال پیدا ہو رہی ہے۔ یہ مرکزی حکومت کے فرائض میں شامل ہے کہ اپنے دریاؤں کے پانی کے حصول کے لئے کوشش کرے، اپنے دریاؤں پر ہونے والے ہندوستان کے قبضے کو چھڑائے، کالا باغ ڈیم بنائے جو کہ energy crisis کا حل ہے اور اس کی تعمیر سے پانی کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا ورنہ اس کے بغیر آنے والی والی حکومتیں بھارت سرکار سے کہیں گی کہ "مہاراج، مہاراج دیا کرو، دیا کرو، ہمیں پانی دے دو"۔ میں ورلڈ بنک کی ایک رپورٹ پیش کرتا ہوں جس میں کہا گیا ہے کہ 2020 میں لاہور کا پانی ختم ہو جائے گا کیونکہ جب دریاؤں میں پانی نہیں آئے گا تو لاہور کا پانی کیسے رہے گا؟

جناب سپیکر! میں پولیس گردی کا ایک واقعہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ منوں آباد، مریدکے ضلع شیخوپورہ میں سہگل برادران کے فارم کے مزارعین کے مقدمات عدالتوں میں چل رہے ہیں لیکن سہگل برادران نے قبضہ گروپ کے ایک اور آدمی کو ساتھ لے کر پولیس سے "مک مکا" کیا جس نے بغیر کسی استحقاق اور بغیر کسی عدالتی حکم کے مزارعین کو بے دخل کرنے کے لئے پولیس گردی کرتے ہوئے ان کے گھروں پر حملہ کیا، مردوں اور عورتوں کے ساتھ زیادتی کی، انہیں زدوکوب کیا، چار مزارعین کو اغواء کر کے لے گئے جس کی وجہ سے مزارعین عورتوں اور مردوں نے مریدکے روڈ پر احتجاج کرتے ہوئے سڑک بلاک کر دی۔ اس احتجاج میں اور لوگ بھی شامل ہو گئے تو پولیس نے اندھا

دھند فائرنگ اور شیلنگ کر دی جس کے نتیجے میں ایک راہگیر بھی مارا گیا۔ یہ پولیس کا انصاف ہے کہ خود ہی قاتل، خود ہی گواہ، خود ہی مدعی، خود ہی تفتیشی اور یہ انصاف، انصاف شرمندہ، شرمندہ ہے۔ میری اپیل ہے کہ اس حوالے سے کوئی جوڈیشل انکوائری کرائی جائے تاکہ مزارعین کو ان کا حق مل سکے اور ان کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا ازالہ ہو سکے۔ پولیس نے اپنی جان بچانے کے لئے وہاں کے ایک سوشل ورکر "ورکرز پارٹی" شیخوپورہ کے ضلعی صدر غلام دستگیر محبوب پر وہ قتل ڈال دیا جو کہ ان مزارعین کی امداد کرتا ہے اور عدالتوں میں ان کے مقدمات کی پیروی کرتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وقت ختم ہو گیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ایک دو باتیں رہ گئی ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! جلدی wind up کریں۔

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ میرا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ بدحالوں کا ضلع ہے جہاں پر خود سے generate کرنے کے لئے کوئی بجٹ نہیں ہے۔ پی ایف سی ایوارڈ جو 2002 میں devolution کے وقت دیا گیا وہ اتنا ناکافی ہے کہ تنخواہیں ادا نہیں ہوتیں اور تمام محکمہ جات کے دفاتر non functional بن چکے ہیں، ان کی گاڑیاں نہیں چل رہیں کیونکہ ڈیزل اور پٹرول نہیں ہے حتیٰ کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال کی ایمبولینس بھی کھڑی ہو گئی ہے جبکہ جنریٹر چلانے کے لئے انہیں ڈیزل نہیں ملتا اور مریضوں کو ادویات بھی نہیں دیتے۔ نئے upgraded سکول اور BHUs کی SNE منظور نہیں کی جا رہی جس کی وجہ سے بڑی پریشانی ہے لہٰذا SNE منظور کی جائے، BHUs کو عملہ فراہم کیا جائے اور میں اس حوالے سے اس معزز ایوان میں کئی دفعہ agitate بھی کر چکا ہوں جبکہ اسی بجٹ تقریر میں بھی بات کہی تھی۔ اس کے علاوہ میں نے ایک فائل وزیر قانون کے ذریعے جبکہ ایک فائل وزیر تعلیم موجودہ وزیر خزانہ کے ذریعے بھی وزیر اعلیٰ صاحب کو بھجوائی کہ خدارا ٹوبہ ٹیک سنگھ جو کہ بدحالوں اور چھوٹے کاشتکاروں کا ضلع ہے، ان کے لئے پی ایف سی ایوارڈ کو بڑھایا جائے تاکہ وہاں پر آسانیاں پیدا ہو جائیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وقت کافی ہو چکا ہے اس لئے تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب کے notice میں لانے کے لئے مزید ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اہم بات پہلے کی جاتی ہے یا بعد میں؟ جلدی wind up کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ بجٹ تقاریر میں ہمارے اقلیتی ممبران میں سندھو صاحب اور دوسرے پیپلز پارٹی کی طرف سے تھے، انہوں نے یہ request کی تھی کہ on the basis of Constitution جس میں یہ گارنٹی دی گئی ہے کہ سب لوگ برابر ہیں تو جو مراعات مسلمانوں کو ملتی ہیں وہی اقلیتوں کو بھی فراہم کی جائیں اس لئے میں ان سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے ان کی حمایت کرتا ہوں کہ ان کے لئے رکھے گئے بجٹ میں اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہمارا ملک زرعی ہے اور ہماری معیشت کا انحصار زراعت پر ہے جو کہ ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن زراعت کے ساتھ ہونے والا سلوک انتہائی ناروا ہے کیونکہ inputs جن میں کھادیں، سپرے، بیج وغیرہ اتنی مہنگی ہیں جو کہ بلیک میں فروخت ہوتی ہیں لیکن کسانوں کو اجناس کی اچھی اور مناسب قیمت نہیں ملتی۔ گنے کی صحیح قیمت نہیں ملتی اس لئے توجہ سے سنیں کہ brain drain کو روکنے کے لئے ہماری معیشت زراعت کو بہتر کرنے کے لئے جس کے ساتھ 70 فیصد آبادی کی روزی وابستہ ہے۔ ہمارے ریسرچ پر ریسرچ کے ادارے بنائے جا رہے ہیں، بے پناہ خرچ کیا جا رہا ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ محکمہ زراعت کو بہتر کرنے کے لئے ان کا service structure کیوں بہتر نہیں کیا جاتا؟ جس طرح سے لائیو سٹاک کا service structure بہتر کیا گیا ہے، ان کو چار درجاتی ترقیاں دے دی گئی ہیں اسی طرح سے زراعت کے افسران کو بھی چار درجاتی ترقی دی جائیں تاکہ یہ brain drain ختم ہو۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ سید حسن مرتضیٰ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں ایک شعر سنانا چاہتی ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ان کا شعر سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! شعر پڑھ دوں؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! Mind نہ کرنا۔

میری عرضی مان مولا
تیری اونچی شان مولا
سی ایم کو ذرا اسمبلی بلا دے
200 نہیں 2 ڈیم بنا دے
ورنہ 18-ارب دلا دے
کیسے کیسے فلائی اوور بنائے
کیسی کیسی سڑکیں بنائیں

جناب سپیکر: یہ ٹھیک نہیں ہے، شاہ صاحب! آپ بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہاں ابھی بات ہو رہی تھی۔ ممبران حکومت پنجاب اور وزیر خزانہ صاحب ریٹائل منسٹر کو مبارکبادیں پیش کر رہے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: خزانہ صاحب نہیں ہوتا، وزیر صاحب ہو سکتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: ٹھیک ہے، وزیر صاحب خزانہ۔ انہیں مبارکبادیں دی جا رہی تھیں کہ انہوں نے بڑا اچھا بجٹ پیش کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو 57-ارب 15 کروڑ روپے کا ضمنی بجٹ ہے یہ گورنمنٹ کی ناکامی کا ثبوت ہے اور اس طرح کا ضمنی بجٹ حکومت کی embarrassment کا باعث بنتا ہے۔ اس ناکامی پر بھی انہیں مبارکبادیں پیش ہو رہی ہیں، اس کی مجھے سمجھ نہیں آتی۔ ابھی ضمنی بجٹ پر بات کرتے ہوئے ایک فاضل ممبر منڈا صاحب فرما رہے تھے کہ energy crisis پر قابو پانے کے لئے فیڈرل گورنمنٹ نے کچھ نہیں کیا۔ انہیں شاید یہ لاہور میں نظر نہیں آتا کہ Rapid Buss Service کے لئے حکومت 22,23-ارب روپے خرچ کرتی ہے تو کیا وہ پیسا انرجی پر خرچ نہیں کیا جا سکتا تھا؟ یہاں اس ایوان کی روایت بن چکی ہے کہ اپنی ناکامیاں چھپانے کے لئے فیڈرل گورنمنٹ کو الزام دیئے جاتے ہیں اور الزام تراشیوں کا ایک سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت جو پہلے دن سے جمہوریت اور میرٹ کا راگ الاپ رہی ہے، جتنی میرٹ کی دھجیاں اس حکومت نے بکھیری ہیں شاید ہی اس کی کوئی مثال ملتی ہو۔ آج جو جنوبی پنجاب یا سرائیکی صوبے کی بات ہوتی ہے تو وہ محرومیاں ہیں۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): ہتھ چھڈ دیو، ہتھ چھڈ کے گل کرو۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ایہہ چھوٹے نوں کہو کہ انسان بن جاوے۔ اے ہمیشہ مینوں disturb کردااے۔

MR SPEAKER: Order please, no interruption.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جنوبی پنجاب اور باقی پنجاب کے ساتھ جو زیادتیاں حکومت کرتی ہے اس کے reaction میں علیحدہ صوبوں کے مطالبے ہوتے ہیں۔ مجھے آج بھی ان لاہور کی سڑکوں سے اپنے جنوبی پنجاب کی بُھٹی کی خوشبوآتی ہے۔ میرا غریب کسان، میرا محنت کش، میرا دہقان ان سردی کی لمبی راتوں میں جاگ کر اپنی فصلوں کی پرورش کرتا ہے اور اس کی کمائی کون کھاتا ہے؟ اس کی کمائی middleman کھاتا ہے۔ کیا کیا ہے حکومت نے اس middleman کے ساتھ؟ جب گندم کی خریداری کا وقت آیا تھا تو میں نے floor پر کھڑے ہو کر یہ عرض کی تھی کہ بہت بڑی کرپشن ہونے جا رہی ہے اور اس کو روکنے کے لئے کوئی نہ کوئی سد باب کیا جائے لیکن کسی نے میری بات نہیں مانی تھی۔ آج میں حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے ان زمینداروں اور کاشتکاروں سے سوال کرتا ہوں کہ کیا ایک ایکڑ کے لئے جو بوریاں مختص کی گئی تھیں کیا وہ بوریاں گندم کی پیداوار کے مطابق پوری تھیں؟ وہ انتہائی ناکافی تھی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کسان نے مجبور ہو کر آدھے داموں سستی گندم پھر اُسی آڑھتی اور middleman کو فروخت کی۔ پیسا پھر اسی دلال نے ہی کمایا۔ ہمارا 80 فیصد rural background ہے۔ ہماری economy agro based ہے اور ہم اس کے لئے کچھ نہیں کرتے۔ آج اگر اس حکومت میں کوئی وزیر خوراک یا وزیر زراعت ہے تو وہ مجھے بتائے کہ کیا شوگر مل والوں کے ذمہ پیسا نہیں ہے؟

جناب سپیکر! آپ میری بات کا جواب دیں کیونکہ میں آپ سے سوال کر رہا ہوں اور آپ کی وساطت سے کر رہا ہوں۔ آج تک وہ پیسا ان کے پاس ہے اور وہ اس لئے ہے کہ وہ کرپٹ حکومت کی ملیں ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔

MR SPEAKER: No interference, no interference. Carry on please.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اِس کے حلقے سے ہر روز جلوس آئے ہوتے ہیں کہ اس نے ہمارے رقبوں پر قبضہ کر لیا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: ہر روز باہر احتجاجی کیمپ لگے ہوتے ہیں اور جب کاشتکار کی بات ہوتی ہے تو یہ میرا منہ بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں بات کر رہا تھا کہ میں نے اس وقت بھی یہ کہا تھا کہ CPR کو چیک کا درجہ دیا جائے اور اس کی پندرہ دن کے اندر payment ہونے کی یقین دہانی کروائی جائے۔ یہاں پر لاء منسٹر صاحب کی سربراہی میں میٹنگ بھی ہوئی تھی اس میں ہمارے کین کمشنر، سیکرٹری فوڈ، سیکرٹری ایگریکلچر اور ڈی سی اوز اور ان ساروں نے ensure کروایا کہ payment ہو گی لیکن آج تک کسی کاشتکار کو پیسے نہیں ملے اس لئے نہیں ملے کہ وہ مسلم لیگ (ن) سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ملیں ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! دو ملیں راجہ ریاض احمد کی بھی ہیں۔

MR SPEAKER: No comments, no cross talk.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! لیکن انہیں بھی روایت قائم کرنی چاہئے کہ ہماری جو جائز بات ہو اسے تسلیم کریں۔ آج آپ میرے حلقے میں جا کر دیکھیں کہ پچھلے ADP میں میرے حلقے میں جو سڑکیں repair کے لئے ٹینڈر ہوئی تھیں، جن سکیموں کے work order ہوئے تھے، لیکن میرے صرف اپوزیشن میں ہونے کی وجہ سے ان پر کام نہ ہو سکا اور اب اس جون کے بجٹ سے پہلے ان کو cancel کر دیا گیا ہے۔ وہاں پر آپ کی مسلم لیگ (ن) کا کوئی ایم پی اے موجود نہیں ہے وہاں سے چند آزاد جیتے ہوئے ہیں باقی لوٹے جیتے ہوئے ہیں اور آپ نے ان لوٹوں کو خوش کرنے کے لئے میرے حلقے کے ترقیاتی کام روک دیئے ہیں۔ میں آج on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ میرے جتنے کام روک لیں میں انشاءاللہ تعالیٰ پھر اس ایوان میں elect ہو کر آؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کیا ہمارا حق نہیں ہے کہ ہمیں health facilities مہیا ہوں؟ میرے ضلع سے hundred and plus ڈاکٹر تعینات ہیں جو کہ pay purpose کے لئے وہاں موجود ہیں اور صرف بارہ آدمی کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ سو آدمی لاہور اور فیصل آباد کے Teaching Hospitals میں اپنے پیسے بنا رہے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیوں یہ روّیہ رکھا جا رہا ہے اور کیوں یہ انتقامی کارروائی کی جا رہی ہے؟ آپ نے تھوڑے لوٹے نہیں بنا لئے، اب آپ کو چاہئے کہ آپ ہر آدمی کے mandate کا احترام کریں۔ اس ایوان میں آنے والا ہر معزز ممبر کا اپنے حلقے اور ان کے مسائل سے تعلق ہوتا ہے اور اس کے حلقے کے مسائل اس کی اپنی سیاسی وابستگی سے ہی حل ہونے چاہئیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! time is over.

جناب سپیکر: جی، .carry on

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے انہیں پہلے بھی دس دفعہ کہا ہے کہ میری بات کو interrupt نہ کیا کریں۔۔۔

MR SPEAKER: Order please order, be careful.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ایجوکیشن کے متعلق یہاں بہت بڑے دعوے کئے جاتے ہیں اور لیپ ٹاپ تقسیم کرکے یہ سمجھا جاتا ہے کہ شاید پنجاب میں تعلیم کو فروغ مل گیا ہے۔ یہاں پر بجٹ میں ذکر ہوا کہ پنجاب میں باون نئے کالج بنائے جائیں گے تو میں پوچھتا ہوں کہ میرے حلقے میں جو ڈگری کالج منظور ہوا تھا اسے میرے اپوزیشن میں ہونے کی وجہ سے cancel نہیں کیا گیا اور اس کے لئے funds کیوں نہیں allocate کئے گئے؟ میرے حلقے کے تعلیمی اداروں میں جو missing facilities تھیں وہ میرے اپوزیشن میں ہونے کی وجہ سے آج تک مکمل نہیں ہو سکیں۔ یہ میرٹ اور ڈرامے بازی سب ڈھونگ ہے یہ تب تک جاری رہے گا جب تک یہ آپ کا دہرا معیار ختم نہیں ہوتا تب تک آپ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکتے رہیں گے؟

جناب سپیکر آپ کی یہ منافقانہ پالیسیاں آپ کو آئندہ الیکشن میں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑیں گی۔

جناب سپیکر: جی، مجھے کہہ رہے ہیں یا گورنمنٹ کو کہہ رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ کو کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنا حلقہ نمبر بتا دیجئے گا، وہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ان کو میرا حلقہ نمبر بھی پتا ہے اور میرا ٹیلی فون نمبر بھی پتا ہے۔ آپ کا کون سا ایک وزیر ہوتا ہے روزانہ آپ کرایہ پر وزیر لیتے ہیں اور کیا میں ہر ایک کو نمبر دیتا رہوں؟ میں ان گزارشات کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، شاہ صاحب! بجٹ کی کتابیں آپ کو نہیں ملی تھیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کتابیں ملی ہیں لیکن میں نے جلد کے لئے دی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔ nextجناب جہانزیب وارن صاحب ہیں۔ یہ آخری مقرر ہوں گے کیونکہ اس کے بعد ٹائم ختم ہو جائے گا۔ آپ کے پاس پانچ منٹ ہیں اس سے زیادہ ٹائم نہیں ملے گا۔ جی، وارن صاحب!

سردار ملک جہانزیب وارن: جناب سپیکر! شکریہ

نگاہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُر سوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لئے

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں سن رہا ہوں دوسری طرف سے جو باتیں کی جا رہی ہیں، سوائے تنقید برائے تنقید کے ان کو کوئی اور چیز نظر نہیں آ رہی۔ انہوں نے جنوبی پنجاب کی بات کی اور میں یہاں پر آپ کے توسط سے ان کو یہ بات کہوں گا کہ بار بار یہ بات کرتے ہیں، جب جنوبی پنجاب کی قرار داد آئی تو ہماری طرف سے کسی ایک معزز ممبر نے بھی مخالفت نہیں کی۔ اب گیند ان کی کورٹ میں ہے اور ابھی تک یہ لوگ اس چیز پر سیاست کر رہے ہیں۔ میں ان کو یہ شیشہ دکھا رہا ہوں کہ یہ ہمیشہ جھوٹ بولتے ہیں، یہاں آکر سیاست کرتے ہیں اور کام کچھ نہیں کرتے۔ اب جو آدمی سوتا رہے اور وہ کہے کہ میرے کام نہیں ہوئے اس کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔ وہ صرف تنقید برائے تنقید اور اخبارات کی زینت بننے کے لئے آتے ہیں۔ یہ دانش سکولوں کی بات کرتے ہیں تو میں آپ کو بتاؤں کہ جو مدرسوں میں بچے جاتے تھے اور دہشت گرد بن کر نکلتے تھے۔ اب میں اپنے علاقے کو دیکھتا ہوں کہ وہاں پر دانش سکول میں جو بچے جا رہے ہیں، چاہے ایچیسن کالج ہو، صادق پبلک سکول ہو یا گورنمنٹ کالج ہو، وہ بچے وہاں پر ان جیسی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ملک اور پنجاب کی خاطر ایک شخصیت بن کر ابھریں گے تو ان کو یہ تکلیف ہوتی ہے۔ لیپ ٹاپ کی بات کرتے ہیں تو ان کو تکلیف ہوتی ہے کہ لیپ ٹاپ غریب بچوں کو مل رہے ہیں جن کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ وہ جدید تعلیم حاصل کر سکیں، گرین ٹریکٹر کی بات ان کو نظر نہیں آتی کہ گرین ٹریکٹر وہاں کے کسان چلا رہے ہیں اور ان کو نظر نہیں آ رہا ہے۔ اسی طرح میں ان کو کہوں گا کیونکہ میں نے ان کو پہلے بھی ایک دفعہ چیلنج کیا تھا اور آج بھی چیلنج کر رہا ہوں کہ ہمارے ہاں بہاولپور، ملتان اور ڈیرہ غازیخان تین ڈویژن ہیں۔ میں on the floor of the House یہ بات کر رہا ہوں کہ ان ڈویژن میں پچھلے ساٹھ سالہ تاریخ میں اتنے کام نہیں ہوئے ہیں جتنے ان چار سالہ دور میں کام ہوئے ہیں (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سارے figures لے کر بات کر رہا ہوں۔ پچھلی دفعہ بھی میرے ایک فاضل ممبر نے میرے بارے میں کہا کہ ان کو پتا نہیں ہے تو میں آج وہ ساری چیزیں لے کر آیا ہوں اور میں یہ چیلنج کر رہا ہوں کہ پچھلے ساٹھ سالہ دور میں جتنے کام ہوئے ہیں ان سے زیادہ کام ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے کروائے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: پانچ منٹ وقت بڑھایا جاتا ہے۔

سردار ملک جہانزیب وارن: جناب سپیکر! میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا اور آخر میں، میں ایک شعر ان کی نذر کر رہا ہوں کہ:

اے کاش برس جائے یہاں نور کی بارش
ایمان کے شیشوں پہ بڑی گرد جمی ہے

شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کی بہت مہربانی۔

جناب خُرم اعجاز چٹھہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔ میں ایک اعلان کر لوں؟

جناب خُرم اعجاز چٹھہ: جی۔

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی آج wind up کریں گے یا کل کریں گے؟ پہلے ان کی بات سُن لیں پھر اس کے بعد میں اعلان کرتا ہوں۔ جی، چٹھہ صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب خُرم اعجاز چٹھہ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اپنے حلقے کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا یہاں پر مریدکے، شیخوپورہ کی ایک بات ہو رہی تھی میاں رفیق صاحب نے اپنی ضمنی بجٹ تقریر میں بھی اس کا ذکر کیا۔ میں اس حوالے سے یہ add کرنا چاہوں گا کہ واقعی وہاں پر ہمارے حلقے میں سہگل فارم ہے اور ان کے مزارعین کا آپس میں بہت سالوں سے زمین کا ایک تنازع چل رہا تھا جس دن یہ واقعہ ہوا واقعی پولیس والوں نے ان مزارعین پر دھاوا بولا اور اس کے reaction میں ان لوگوں نے، ان مزارعین نے کئی گھنٹے جی ٹی روڈ کو بلاک کئے رکھا۔ وہاں پر احتجاج کے دوران ایک مسافر آدمی قتل ہوا اور ایک پولیس والا قتل ہوا تو میں یہ request کروں گا کہ یہ بات واقعی بہت اہم ہے اور اس حوالے سے proper investigation ہونی چاہئے اور جو لوگ بھی اس میں ملوث ہیں، وہاں پر کیوں دھاوا بولا گیا

اور کیوں یہ سارا کام ہوا، کیوں لوگ مرے؟ اس کی proper investigation کے بعد جو لوگ بھی guilty ہیں ان کو سزا ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، منسٹر صاحب! wind up کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے کچھ کام کرنے دیں گے یا نہیں؟ مہربانی کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے آدھا منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں اپنی بجٹ تقریر میں جو بات کر چکا ہوں میرے فاضل دوست چٹھہ صاحب نے بھی جو بات کی ہے سہگل فارم کے مزارعین پر جو ظلم و زیادتی ہوئی اور پولیس نے وہاں پر غیر قانونی طور پر قبضہ کرنے کی کوشش کی ہے اس کے لئے میرا یہ مطالبہ ہے کہ عدالتی تحقیقات کرائی جائیں۔ عدالتی انکوائری ہونی چاہئے پولیس سے انکوائری کرانا انصاف نہیں ہوگا۔ بے حد شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب اس کا اپنے طور پر نوٹس لیں۔ سندھو صاحب! آپ نے لکھا ہے، کیا آپ نے ان کی بات سُنی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: چٹھہ صاحب نے جو بات کی ہے کیا آپ نے سُنی نہیں ہے؟ چٹھہ صاحب آپ کے پاس بیٹھے ہیں ذرا ان سے رابطہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! شیخوپورہ والی بات کی ہے جو میاں رفیق صاحب نے بھی اپنی تقریر میں کی ہے میں نے نوٹ کی ہے۔ میں ان سے مل بھی لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اپوزیشن کے ممبران کا اور Treasury Benches کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ضمنی بجٹ تقریر میں حصہ لیا اور اس پر سیر حاصل گفتگو کی۔

جس طرح انہوں نے یہاں پر کہااور بہت سارے issues پر بات ہوئی، کچھ ضمنی بجٹ سے related issues پر بات ہوئی اور کچھ overall ہمارے ممبران نے بات کی۔اس میں انرجی کے حوالے سے بہت زیادہ بات کی گئی،بجلی کے حوالے سے بات کی گئی میں نے بجٹ تقریر میں بھی بات کی تھی اور ہمارے قائدایوان جناب وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے بھی اس دن یہاں تقریر کی تھی تو اس میں انہوں نے بہت تفصیل سے energy crisis پر بات کی اور بجٹ کی wind up speech میں بھی اس پر بات کی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر مزید کچھ کہنا، بار بار ہم انہی چیزوں کو repeat کر رہے ہیں اور اس میں جو بھی زیادتیاں وفاق کی طرف سے حکومت پنجاب کے ساتھ، پنجاب کے لوگوں کے ساتھ کی جا رہی ہیں اور جس بد ترین لوڈ شیڈنگ سے ہم اس وقت گزر رہے ہیں تو اس پر میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہوں گا یہ بجٹ تقریر اٹھائیں اور اسے دیکھیں۔ اس کے علاوہ یہاں پر ضمنی گرانٹس کے طریق کار کے حوالے سے موجودہ بجٹ میں23۔ارب روپے technical supplements تھے جبکہ ضمنی بجٹ میں 34۔ارب روپے تنخواہوں میں اضافہ کے لئے رکھے گئے تھے۔

جناب سپیکر: وقت پانچ منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا!اس میں جو انہوں نے کہا۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ wind up speech ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ wind up speech ہی کر رہے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ضمنی بجٹ پر دو دن speech ہونا ضروری ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): نہیں، کوئی ضروری نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے، میں جواب دے دوں گا وہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔ جی، Its not necessary.

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جس طرح نولاٹیا صاحب فرما رہے ہیں کیونکہ میں نے ابھی یہ points لکھے تھے اور اس پر in detail یہ جواب چاہ رہے ہیں مگر یہاں پر نولاٹیا صاحب نے جو بات کی ہے اس میں، میں ان کو یہی کہوں گا کہ ضمنی گرانٹس کے جو releases تھے اس میں کسی قسم

کے rules کو violate نہیں کیا گیا جو یہاں پر یہ بات اس بارے میں کر رہے تھے تو میں یہاں پر یہی کہوں گا کہ۔۔۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! ان کی assistance کے لئے ایک بندہ بلا دیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): مجھے کسی کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اس سلسلے میں points لکھے ہوئے ہیں کیونکہ normally اس طرح سے نہیں ہوتا، جب ممبران یہاں پر تقریریں کرتے ہیں تو same day wind up نہیں ہوتا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! مجھے بھی دس سال ہو گئے ہیں لیکن میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ ضمنی بجٹ پر ایک دن بحث ہوئی ہو۔ اس سلسلے میں یا تو مجھے کوئی rule بتا دیں۔ اس کے بعد یہ wind up speech کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ میرے چیمبر میں آ جائیں، میں آپ کو بتاؤں گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے دس سال ہو گئے ہیں لیکن میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ ضمنی بجٹ پر ایک دن بحث ہوئی ہو۔ اس پر بحث کے لئے کم از کم دو دن دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو بتاؤں گا کل آپ Cut Motions بھی دیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! وہ wind up کر لیں گے پھر آپ مجھے بتائیں گے یا تو آپ مجھے rule بتا دیں۔

جناب سپیکر: ان کو relevant portion پڑھ کر سنا دیں۔ Rule No. 147(2)

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میں نے پڑھا ہے، میں سنا دیتا ہوں۔ اس میں لکھا ہے کہ general discussion on supplementary budget کے لئے maximum دو دن کے لئے ہونی چاہئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمارے ایوان کے کچھ precedents بھی موجود ہیں۔ اس میں maximum دو دن تو لکھا ہوا ہے آپ اس maximum والی کو release نہیں کرتے، آپ دو دن سے زیادہ نہیں کرا سکتے۔

جناب سپیکر: Advisory Committee میں ہمارا یہ فیصلہ ہوا تھا اور ہم نے ٹوٹل اس کے لئے چھ دن مقرر کئے تھے۔ سالانہ بجٹ پر عام بحث کے سلسلے میں ایک دن بڑھا دیا گیا تھا۔ ہم نے آپس میں بیٹھ کر یہ طے کر لیا تھا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! انڈیا میں چالیس دن تک بحث ہوتی رہتی ہے۔

جناب سپیکر: انڈیا بہت بڑا ملک ہے اور آپ کا ملک چھوٹا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ہم 1100۔ارب روپے منظور کرانا چاہتے ہیں اور اس پر آپ ممبران کو دو دِن بات بھی نہیں کرنے دے رہے۔

جناب سپیکر: آج تو ان کو بات کرنے دیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! اس سلسلے میں rule تو بتائیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آپ اس سلسلے میں متعلقہ rule پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! نولاٹیا صاحب جس طرح سے بات کر رہے ہیں، بات اس طرح نہیں ہے تھوڑی سی ان کو misunderstanding ہو رہی ہے۔ رول 147 میں یہ لکھا ہے کہ:

> **Supplementary Budget:** The procedure for dealing with supplementary estimates of expenditure and excess demands shall, as far as possible, be the same as prescribed for the budget, except that if, on a demand for a supplementary grant, funds to meet the proposed expenditure on a new purpose are available by re-appropriation, a demand for the grant of a token sum may be submitted to the vote of the Assembly and if the Assembly assents to the demand, funds may be made available.

جناب والا! اس کا دوسرا پارٹ ہے جس کو یہ تھوڑا سا mysterious بنا رہے ہیں۔ اس میں صرف یہ لکھا ہے کہ not more than two days یہ نہیں لکھا کہ دو دن کے لئے ہونی چاہئے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! رول کون سا ہے؟

جناب سپیکر: رول 147(2) ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! اس میں یہی لکھا ہے اور یہ بڑا clear ہے بلکہ crystal clear کہ---

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں رول 147 پڑھتا ہوں۔

> The procedure for dealing with supplementary estimates of expenditure and excess demands shall, as far as possible, be the same as prescribed for the budget

اس کا کیا مطلب ہے؟

جناب سپیکر: آگے پڑھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جی میں پڑھ رہا ہوں۔

> Except that if, on a demand for a supplementary grant, funds to meet the proposed expenditure on a new purpose are available by re-appropriation, a demand for the grant of a token sum may be submitted to the vote of the Assembly and if the Assembly assents to the demand, funds may be made available.

جناب والا! اصل میں بات یہ ہے کہ اس میں جو prescribe ہے، وہ mandatory ہے اس میں discretion کوئی نہیں ہے۔ یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ:

> Excess demand shall, as far as possible, be the same as prescribed for the budget.

بجٹ سے متعلقہ جتنی شقیں ہیں وہ سب یہاں لاگو ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! اس کو میں نے پڑھ دیا ہے۔ اب اس کے آگے لکھا ہے کہ Not more than two days.

جناب سپیکر: دس منٹ کے لئے وقت بڑھا دیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! یہ بحث آدھا دن بھی ہو سکتی ہے ایک دن بھی ہو سکتی ہے صرف یہ لکھا ہے کہ Not more than two days. صرف اتنی سی بات ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ دو دن کیا جائے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ میری بات کو صرف سن لیں کہ میں کہنا کیا چاہتا ہوں۔ اس میں لکھا ہے کہ:

> Not more than two days shall be allotted for general discussion on the Supplementary Budget.

یہ کہہ رہے ہیں کہ دو دن سے زیادہ نہیں رکھے جا سکتے۔

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! آپ میری بات سنیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟

جناب سپیکر: کہاں پر یہ پابندی ہے کہ ایک دن میں اس بحث کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ کہاں پر لکھا ہوا ہے کہ دو دن سے کم نہیں رکھے جا سکتے۔

MR SPEAKER: Let him wind it up.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): وزیر خزانہ صاحب! اٹھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ میری بات کو صرف سن لیں۔

جناب سپیکر: پتا آپ کو بھی ہے، سمجھ آپ بھی گئے ہیں اور جان بوجھ کر ایسے کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ پوری بات نہیں سمجھ رہے۔ اس میں لکھا ہے کہ:

On the demand for a grant of token cut motion.

MR SPEAKER: Order please. Order please. (Interruptions)

کورم کی نشاندہی

رائے محمد شاہجہان خان: جناب والا! کورم نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! یہ تو کوئی بات نہ ہوئی، بجٹ میں انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ کورم point out نہیں کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ ان کا حق ہے۔ اب انہوں نے کورم point out کر دیا ہے۔ گنتی کی جائے۔۔۔ گنتی کی گئی۔۔۔ کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! ہماری معزز خواتین ممبران نے بائیکاٹ کیا ہوا ہے اور وہ باہر بیٹھی ہیں ان کو بھی گنتی میں شمار کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس وہ کون سا قانون ہے، ذرا مجھے دکھائیں۔ آپ ان کو کیوں نہیں لاتے؟

سید زعیم حسین قادری: انہوں نے کل والے معاملے پر بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے اس کے لئے کمیٹی بنائی ہے، بیٹھ کر اس پر بات کریں گے اس کے بعد بات آگے چلے گی۔ کورم پورا نہیں ہے لیکن میں پہلے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل تو نہیں ہوئی، یاد رہے کہ کل مورخہ 23۔جون 2012 کو ضمنی مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری ہو گی، cut motions کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی ایک بجے تک جاری رہے گی باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 144(4) کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 23۔جون 2012 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔